الفتوحات الصمدية

الملقب

بالفيوضات الشمسية

Marfat.com

Marfat.com

اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی

الفتوحات الصمدیہ

الملقب

بالفیوضات الشمسیہ

یعنی سوالاتِ عشرہ مستفسرہ خانپوری صاحب کے جوابات مع سوالات اثنا عشر

از افادات

شمس العارفین وزبدۃ المحققین رئیس الاذکیا تاج العلماء آیۃ من آیات اللہ حضرت قبلہ عالم

حضرت مولانا پیر سید مہر علیشاہ صاحب چشتی قادری قدس سرہٗ

حسب فرمائش

جناب صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب دام ظلہم العالی

بار چہارم — سنہ ۱۹۶۷ء — تعداد ۲۰۰۰

قیمت — (فرنٹیئر ایکسچینج پریس صدر راولپنڈی) — ایک روپیہ ۲۵ پیسے

تعداد ۳۰۰۰

مطبع .... فرنٹیئر ایکسچینج پریس صدر راولپنڈی

طابع و ناشر .... قاضی محمد نور عالم

قیمت .... ایک روپیہ ۲۵ پیسے

Marfat.com

پیش لفظ
برائے طبع چہارم

حامداً و مصلیاً۔ قارئین کرام پر واضح ہو کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ نے سیف چشتیائی میں گمراہ کن پیشواؤں کی فہرست میں ابن عبدالوہاب نجدی کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ جس پر امرتسر کی جماعت غیر مقلدین آپکے خلاف اشتغال میں آگئی۔ حالانکہ سنہ ۱۹۰۰ء میں مرزائیوں کے خلاف معرکہ میں اکثر غیر مقلدین علماء آپکی مدح میں رطب اللسان تھے۔ چنانچہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کا حضرت کی طرف ایک مکتوب جس میں حضرت کو "مجمع خیرات و برکات منبع حسنات و فیوضات" لکھا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کتاب عشرہ کاملہ وغیرہ اس پر شاہد ہیں نیز اس موقعہ پر لاہور میں مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری نے بارہا کہا کہ "مرزائیوں کا رد جس رنگ میں پیر صاحب کر رہے ہیں اس کے بغیر کسی طریقہ سے ممکن نہ تھا"۔

اور ابن عبدالوہاب کی تردید میں حضرت ہی منفرد نہ تھے۔ بلکہ آپ سے قبل حرمین شریفین اور دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء اہلسنت اپنی اپنی تصانیف میں فرقہ وہابیہ کو گمراہ اور خارجی قرار دے چکے تھے۔ چنانچہ علامہ زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ کی کتاب الدرر السنیہ اس پر شاہد ہے۔ فقہ حنفی کے مشہور عالم علامہ ابن عابدین شامی نے بھی حاشیہ در مختار باب الخوارج میں فرقہ وہابیہ کو خوارج میں شمار کیا ہے۔ اور اس وقت کے اکثر علمائے ہند بھی ابن عبدالوہاب کی تردید میں کافی کچھ لکھ چکے تھے۔ چنانچہ مولوی حیدر اللہ خان صاحب درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں :-

مؤرخ ملطبرون نے اپنی کتاب جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرسۃ الالسن میں لکھا ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب نے لوگوں کے

سامنے یہ اعتقاد پیش کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ خدا کا رسول اور دوست ہے
مگر اس کی مدح و تعظیم کرنا لائق نہیں کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے
شایان ہے لہٰذا کسی مخبر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے۔ اور چونکہ لوگوں
کا ایسا شرک اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہٰذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے
تاکہ میں ان کو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کروں پس جو کوئی مجھے قبول
کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے۔ اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب
کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلا شبہ واجب ہے۔ آگے چل کر مؤرخ موصوف
لکھتے ہیں کہ امیر نجد مسعود نے ۱۲۱۸ھ میں ابن عبدالوہاب کا جو رسالہ اہل مکہ
کی طرف بطور دعوت و حجت بھیجا تھا اس میں درج تھا کہ جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا
ولی یا شفیع اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے
بت لات و سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بت محمد و علی و عبدالقادر ہیں جو شخص
اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے۔ اگرچہ اس کو ایک
بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے اور تجھے
ان باتوں میں ہمارا شیخ ابن تیمیہ کافی ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد ؐ
کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی اور نبی اور ولی کی طرف
سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى
الْقُلُوْبِ الآیۃ۔ (سورہ حج) اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری
کی بات ہے۔ اور جب بیت اللہ شریف کی طرف ہدیہ کئے جانے والے اونٹ از روئے فرمان
الٰہی وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (ہم نے ہدیہ کے اونٹوں کو شعائر اللہ سے بنایا ہے)
خدا کے شعائر سے ہیں۔ کیونکہ انہیں بیت اللہ کی طرف ایک گونہ نسبت حاصل ہے
تو مقبولان خدا کا شعائر اللہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام اور
ان کے کاملین متبعین کو خدا کی ذات کے ساتھ وہ کامل نسبت ہے جس میں کوئی بھی

Marfat.com

ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اور بارگاہ ایزدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل پر آیت ذیل نص قطعی ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ آیۃ (سورہ نساء آیۃ ۶۴) (اگر یہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپکے حضور میں آتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں بخشش طلب کرتے تو یہ لوگ اللہ کو تواب اور رحیم پاتے) اور حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد۔ (تین مساجد کے بغیر کسی طرف سفر نہ کیا جائے۔) کی رو سے مسجد نبوی کی طرف سفر کرنے میں تو کسی مسلمان کو کلام نہیں لیکن ابن عبدالوہاب حضور کی مساجد اور آثار کی طرف بھی سفر کو شرک اکبر کہتا ہے۔ یقیناً عرب معاصرین نے کچھ غلط نہیں کہا تھا کہ شیخ ابن عبدالوہاب نے علم کی کسی صنف میں تحصیل تمام نہیں کی تھی۔ طالب علمی کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے سوانحات پڑھتا رہتا تھا۔ اور علم و ادراک کی طرح قوت اظہار اور اسلوب کلام بھی ناقص رکھتا تھا۔ البتہ جوشش غضب اور اشتعال طبع میں اپنی مثال آپ تھا بالفاظ دیگر سفاہت عقلی میں خصوصی انداز رکھتا تھا اور یہی صفت حدیث بخاری میں خوارج کی بیان کی گئی ہے جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے تجاوز نہ کریگا اور بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا ان کی عادت ہوگی۔

دیوبند کے مشہور شیخ الحدیث علامہ انورشاہ کشمیری کے تقریرات بخاری فیض الباری جزاول کتاب العلم ص۱۷۱ میں ابن عبدالوہاب کے متعلق لکھا ہے کان رجلا بلیدا قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم بالکفر (وہ ایک کند ذہن تھوڑا علم رکھنے والا شخص تھا مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں بہت جلدی کرتا تھا) لیکن اس سے بڑھ کر افسوس ان افراد پر ہوتا ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے ایک طبقے میں بڑے ذی علم و عقل مشہور ہونے کے باوجود اسی وہابی مشن کی اشاعت میں سرتوڑ کوشش کی۔ چنانچہ برصغیر میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی اس بارے میں سر فہرست ہیں۔ اول الذکر کی کتاب "تقویۃ الایمان" وہابی نظریہ کی مکمل تصویر ہے

Marfat.com

جس کی تردید میں معاصرین اور بعد کے اکثر علما نے پوری سعی کی جن میں حضرت استاذ العلما مولٰنا فضل حق صاحب خیرآبادی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر کے اکثر علما بھی تقویۃ الایمان کے طرز بیان اور تشدد آمیز عبارات کو ناپسندیدہ قرار دے چکے ہیں۔ جیساکہ دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی حسین احمد صاحب مدنی کے مکتوبات اور علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کے تقریرات بخاری فیض الباری جزو اول سے واضح ہوتا ہے اور غزنوی صاحب کی جماعت تو نجدیوں سے بھی آگے نکل گئی۔ چنانچہ انہوں نے تو ائمہ مجتہدین کی تقلید کو بھی شرک و بدعت قرار دیکر ایک نیئے فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ جو غیر مقلد اہلحدیث مشہور ہیں۔ حالانکہ خود ائمہ محدثین عموماً مقلد تھے اور جن حضرات نے فرط اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں خود ظاہر احادیث پر بغیر تاویل عمل کرنا افضل سمجھا۔ انہوں نے بھی جمہور مقلدین اہل اسلام کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا اور نہ تقلید کو شرک و بدعت قرار دیا۔ حضرت قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس تشدد کے خلاف مکمل جہاد کیا۔ جس کی تفصیل آنجناب کے ملفوظات، مکتوبات، فتاوٰی، رسالہ ہذا اور آپ کی مشہور تصنیف "اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ" میں موجود ہے۔ اسی کتاب میں آپ بتوں اور مقبولان خدا کے درمیان فرق بیان فرماکر لکھتے ہیں۔ "جو آیات بتوں کے حق میں وارد ہیں ان کو انبیاؑ و اولیا صلوات اللہ و سلامہ علیہم پر حمل کرنا جیساکہ تقویۃ الایمان میں ہے تحریف قبیح اور تحزیب شنیع ہے" اور یہی عام اہل اسلام کی تکفیر و تشنیع کے خلاف جذبہ ہی تھا جس نے آپکو اپنے ایک معاصر عالم مولوی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی کے ساتھ بحث و مناظرہ پر آمادہ کیا۔ یہ مولوی صاحب ندائے غیب وغیرہ کی بنا پر تکفیر میں مشہور تھے۔ مجلس مناظرہ میں مولوی صاحب کے کافی دیر گم سم رہنے کے بعد حضرت نے اپنے طبقہ کے علما کو مخاطب فرماتے ہوئے یہی فرمایا تھا کہ شائد تمہارا مولوی صاحب کے ساتھ علم غیب کے مسئلہ میں اختلاف ہے جس پر مولوی صاحب نے ہاں کہنے کی جرأت کی۔ اور جب آپ نے سوال فرمایا۔ کہ کفر ایمان کا

ضد ہے اور ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق چھ قسم ہے جن میں سے ایمان میں شرعاً ایک ہی مقبول ہے لہٰذا واضح کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے قائلین اہل اسلام میں کونسی تصدیق نہیں پائی جاتی جس کی بناء پر آپ لوگ انہیں کافر کہتے ہیں۔ اس اصولی اور واضح سوال پر مولوی صاحب نے مجلس سے فرار اختیار کیا اور آج تک اس کا جواب اس خیال کے علما سے نہ بن آیا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کسی بھی مدعی اسلام کے متعلق کفر کا فیصلہ کرنے کے لئے نہایت احتیاط اور تبحر علمی کی ضرورت ہے۔ ورنہ اپنا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ مولوی صاحب مذکور کے شاگرد مولوی غلام اللہ صاحب نے بھی بجائے جواب دینے کے فرط غضب میں آکر اپنے رسالہ جواہر القرآن میں حضرت قبلہ عالم کی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ کے متعلق اپنے اُستاد کی تقلید کرتے ہوئے لکھدیا۔ کہ اس میں سب شرک بھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی اندھی تقلید اور تعصب سے بچائے۔

بہر حال حضرت قبلہ عالم کی تردید وہابیت پر غیر مقلدین اندر ہی اندر کڑھتے رہے لیکن آپ کے خلاف کچھ کہنے کی نہ جرأت تھی اور نہ گنجائش رفتہ رفتہ ۱۳۲۳ھ کے قریب طاعون زدہ مقام سے نقل خروج کے متعلق ایک استفتاء علما کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کے جواب لکھنے والوں میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی بھی شامل تھے۔ اسکے جواب میں طاعون زدہ مقام سے بقصد علاج نکلنے کو جائز اور بہ نیت فرار از موت نکلنے کو ناجائز قرار دیا گیا تھا اصل فتویٰ کتاب کے آخر میں ملاحظہ ہو۔ اس فتویٰ کو غیر مقلدین صاحبان نے اپنا غصہ نکالنے کی غرض سے غیر شرعی قرار دیتے ہوئے حضرت قبلہ عالم کو ہدف ملامت بنایا۔ اس معاملہ میں مولوی عبد الاحد خانپوری پیش پیش تھے جو کہ قبل ازیں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے فرزند مولوی عبدالجبار صاحب امرتسری کی سفارش پر کچھ عرصہ آستانہ عالیہ گولڑا شریف مقیم رہ کر حضرت قبلہ عالم سے تردید مرزائیت میں کچھ علمی استفادہ کرتا رہا چنانچہ ان کی تحریک پر پہلے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں آیت الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت سے استدلال کرتے ہوئے طاعون زدہ مقام سے مطلقاً

Marfat.com

نکلنے کو حرام قرار دیا گیا۔

اس اشتہار کے جواب میں حضرت قبلہ عالم کے ایک شاگرد مولوی قائم علی صاحب چشتی لاہوری نے خانپوری صاحب سے آیت مذکورہ کے متعلق چند ادبی سوالات کر کے جواب باصواب دینے کی صورت میں سو روپیہ انعام مقرر کیا۔ خانپوری صاحب اس پر برافروختہ ہو گئے اور مولوی قائم علی صاحب کے سوالات کا جواب دینے کے بجائے غیر متعلقہ مباحث اور تشدد آمیز کلمات پر مشتمل ایک رسالہ البیان والاغاثہ شائع کیا۔ جس میں حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کے علاوہ غیر مقلدین کے تعاون سے دس مشکل علمی سوالات بھی کئے اور لکھا کہ اگر پیر صاحب میرے ان سوالات کا جواب باصواب دیدیں تو انہیں بھی مجھ پر سوال کرنے کا حق ہوگا۔ یہ ظاہر تھا کہ خانپوری صاحب کا علمی سرمایہ اس قدر نہ تھا کہ ان سوالات کے مرتب قرار دئے جاتے یہ سب غیر مقلدین علماء کی تحریک تھی اور اپنے خیال میں یہ سوالات بالکل لاینحل تصور کرتے ہوئے پیش کئے تھے۔ بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ کسی قدیم قلمی کتاب سے یہ سوالات اخذ کئے گئے تھے۔ جن کے جوابات خود سوال کنندگان کے ذہن سے بھی بالاتر تھے۔ بہرحال حضرت قبلہ عالم کے مستفیدین علماء کے لئے یہ سوالات اس قدر مشکل نہ تھے۔ خانپوری صاحب کا رسالہ شائع ہوتے ہوئے حضرت کے ایک خصوصی شاگرد و متوسل جناب مولانا مفتی غلام مرتضےٰ صاحب میانوی صدر مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے جوابات شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ لیکن بعض مخلصین کے اصرار پر کہ اس بارے میں حضرت قبلہ عالم خود قلم اُٹھائیں۔ آپ نے پشاور کے سفر ... میں تھوڑا سا وقت نکال کر بالکل کسی کتاب سے مدد لئے بغیر فقط سوالات مذکورہ کے جوابات ہی نہیں بلکہ اپنی طرف سے اسی قسم کے ایک سو ایک سوالات بھی تیار فرما لئے لیکن شائع کرانے کے وقت فقط بارہ سوالات پر اکتفا فرماتے ہوئے بارھویں سوال کے آخر میں تحریر فرمایا کہ "گو ہمارے سوالات قریب ایک سو کے لکھے ہوئے ہیں مگر بخیال اسکے کہ جواب سے جواب ہی ہوگا پھر کیوں تضیع اوقات کریں لہٰذا اسی پر اختتام کیا جاتا ہے"

سکے ساتھ ہی مفتی صاحب مذکور نے خانپوری صاحب کے رسالہ البیان والاغاثہ کے ردمیں ایک کتاب التبیان والمہاسہ شائع فرمائی جس میں خانپوری کی علمی لیاقت کا خوب بھانڈا پھوڑا۔ حضرت کے جوابات عشرہ اور بارہ سوالات پر مشتمل رسالہ فتوحات صمدیہ شائع ہونے پر تقریباً دو سال گذر گئے اس دوران میں جماعت اہل حدیث کے بعض ارکان بیان کررہے تھے کہ پیر صاحب کے سوالات کے جوابات عنقریب بڑی شان سے شائع کئے جائینگے۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ نجد اور مصر کے علماء سے بھی استفادہ کی پوری کوشش کی جارہی ہے۔ تو حضرت کے بعض مخلصین نے کچھ پریشانی کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے سوالات کے جوابات آسان نہیں وہی شخص جواب دے سکیگا جو سادات بنو فاطمہ رض سے ہونے کے علاوہ تمام علوم کسبیہ و رسمیہ میں ماہر ہوگا۔ جن میں سے آپ نے تقریباً چالیس علوم کے نام رسالہ کے دیباچہ میں ذکر فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضرت کی پیشین گوئی پوری اُتری اور مخالفین سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ اس خفت کو چھپانے کے لئے دو سال کے بعد مولوی عبدالاحد نے ایک ٹریکٹ شائع کردیا جس میں بعض جوابات پر غیر معقول اعتراضات کرکے لکھدیا کہ چونکہ ہمارے سوالات کے جوابات تسلی بخش نہیں لہٰذا ہم پر پیر صاحب کے سوالات کے حل کی ذمہ داری عائد نہیں۔ خانپوری صاحب کی اس اُلٹی منطق کی تردید میں مولانا محمد غازی صاحب نے رسالہ عجالہ بردو رسالہ شائع فرمایا۔ جس میں شیخ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب کے نظریات کی تردید کے ساتھ خانپوری کے اعتراضات کی خوب قلعی کھولی۔ اور چونکہ خانپوری نے اپنے ان رسالوں میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کی شان میں تکفیر و تشنیع سے کام لیا تھا۔ جس پر بطور اتمام حجت حضرت کے حسب ارشاد اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ کہ آپ امرتسر میں پہنچ کر علماء اہل حدیث کی مجلس میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے مذہب و مسلک کو قرآن اور حدیث اور اجماع و اجتہاد کی روشنی میں حق ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ اگر ثابت نہ کرسکے تو دو ہزار روپے ہرجانہ کے طور پر پیش کرینگے

لیکن اگر حضرت نے علماء جماعت مذکورہ کو لاجواب کر کے قائل کر دیا تو آپ کو ان سے
تحریری اقرار لینے کا حق حاصل ہو گا۔ کہ آئندہ ان کی جماعت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی
تکفیر و تشنیع کا ارتکاب نہیں کرے گی۔

اس اشتہار دعوت کا مخالفین کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا
حضرات اہل اللہ کے خلاف یہ سب و شتم کا سلسلہ مخالفین کی دائمی رسوائی کا
موجب ہوا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

نیازمند درگاہ مہریہ

فیض احمد عفی عنہ سکنہ بستی بجھاور تحصیل بھکر ضلع میانوالی حال مقیم
آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ۲۴ صفر ۱۳۸۷ھ

Marfat.com

نقل اشتہار مذکور یہ ہے :-

مولانا مولوی محمد غازی صاحب نزیل آستانہ گولڑہ شریف کی طرف سے جناب مولوی عبد الجبار صاحب محدث امرتسری اور انکے معتقدین کے لئے نقد

دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ انعام

کچھ عرصہ ہوا کوہستان ہمالہ کے جنگلوں سے ایک پہاڑی صاحب راولپنڈی میں آ بسے ہیں۔ اُن کو فکر معاش کی خاطر شہرت درکار تھی۔ دائیں بائیں بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے مگر نوشتۂ تقدیر نے دوا فروشی سے آگے بڑھنے نہ دیا۔

آخران حضرات نے حکام وقت کے اغماض سے فائدہ اُٹھا کر بزرگان دین و پیشوایان شرع متین کی شان میں گستاخانہ تحریریں شائع کرنی شروع کیں۔ تاکہ کچے مسلمان جوش میں آکر ان کے مقابلہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ گمنام کم حیثیت مگر طرار لوگوں نے آجکل اپنی شہرت کے لئے نہایت مکروہ لیکن آسان سبیل یہ اختیار کر رکھی ہے۔ کہ کسی بڑے آدمی کو اپنا مدمقابل بنا کر مشہور ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ اسی شہرت طلبی کی غرض سے ان صاحب نے بھی زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین علامہ دوران مخدوم زمان سیدنا و مقتدانا حضرت خواجہ پیر سید مہر علیشاہ صاحب گولڑوی دامت برکاتہم کو بزعم فاسد خود اپنا مدمقابل قرار دیکر گندی اور ناپاک خلاف عقل و نقل تحریریں کرۃً بعد مرۃٍ طبع کرا کر شائع کیں۔ مگر اس برگزیدہ خدا نے

اذا نطق السفیہ فلا تجبہ ؛ فخیر من اجابتہ السکوت

کو ان ہزلیات کا جواب کافی سمجھا اور اُن کی خیر خواہی و سمجھانے کے لئے یا ان کا علمی مایہ معلوم کرنے کے لئے کبھی کچھ لکھا بھی تو جواب دینے والوں کی سرگردانی فی طغیانہم یعمہون کا نظارہ پیش کرتی رہی۔

Marfat.com

حال ہی میں انہیں پہاڑی[1] نے حضرت سیدنا ومقتدنا حضور ممدوح الشان اور دیگر اکابر بزرگان اسلام کی نسبت جو متعفن تحریر شائع کی ہے اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اُن کی جماعت کے ہی ایک فاضل جناب مولوی ابوالوفا ثناءاللہ صاحب (مولوی فاضل) سیکرٹری اہل حدیث کانفرنس اپنی اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۱۳ء میں لکھتے ہیں۔

"ہمارے بھائی سراسر قصوروار ہیں اُنکا لہجہ ادائے مطلب کا رنگ اور طرز تحریر مکروہ ہے۔ اور نہایت مکروہ ہے ہم سمجھتے ہیں کوئی شریف آدمی نہ اس قسم کی تحریر کر سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے۔ قاضی عبدالاحد[1] صاحب کو چاہیئے تھا کہ اس مسئلہ پر کچھ لکھنے سے پہلے اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔"

فاضل ایڈیٹر نے پوری جرأت سے کام لیا ہے یا اس وقت وہ "حق برزبان جاری" کے مصداق بن گئے ہیں۔

مولوی عبدالجبار صاحب کے پہاڑی شاگرد[2] کی اسی تحریر کے بعد جناب مولانا مولوی محمد غازی صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان بعنوان "آخری معروض اور آسان فیصلہ" شائع ہوا ہے۔

"امرتسر میں ہم لوگ بخدمت جناب مولوی عبدالجبار صاحب حاضر ہونے کو اس غرض سے تیار ہیں۔ کہ حاضرین جلسہ کے سامنے ہمارے حضرت سلمہم اللہ تعالیٰ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے قول ذیل مندرجہ خطبہ فتوحات مکیہ۔ الحمد للہ الذی اوجد الاشیاء عن عدم وعدمہ

---

[1] یہ شخص دراصل موضع خانپور ضلع راولپنڈی کا باشندہ ہے جو کوہ ہمالہ کے نشیبی سلسلہ کا ایک گاؤں ہے۔ چونکہ پہاڑ کا باشندہ ہے لہٰذا پہاڑی لکھا ہے۔ جیسے باشندہ پنجاب کو پنجابی اور باشندہ ہندوستان کو ہندوستانی کہتے ہیں اس لئے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے اس کی بے سمجھی کے متعلق جو جملہ لکھا ہے اُس پر بھی لفظ "پہاڑی" سے کسیقدر روشنی پڑتی ہے

[2] اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۱۳ء میں ابوالوفا ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل لکھتے ہیں "کچھ شک نہیں کہ قاضی عبدالاحد صاحب ہماری جماعت اہلحدیث کے بڑے سرگرم ممبر ہیں ایسے سرگرم ہیں کہ بڑے بڑے نامور علماء اور محدث بھی آپ کے خیال میں اہلحدیث نہیں اس لئے کہ ان کی نسبت زیادہ وزن دار رائے دینے کا ہم کو

کی تشریح فرما دیں گے اور بفضلہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ثابت کر دکھائینگے کہ معترضین نے حضرت شیخ اکبرؓ کا مذہب و مطلب نہیں سمجھا۔ لہٰذا قالوا ما قالوا۔ علمائے کرام مذکورہ بالا کا کرایہ وغیرہ انتظام کا بوجھ ہمارے ذمہ پر ہوگا۔ حسب مرضی جناب محدث امرتسری سب کارروائی ہوگی۔ محدث صاحب مذکور اور انکے معتقدین میں سے وہ حضرات جن کی تصحیح وتصویب پر معاذ اللہ تکفیر حضرت شیخ اکبرؓ مندرجہ اقامۃ البرہان و صمصام شائع کی گئی ہے یکے بعد دیگرے نہایت ادب سے مخاطب کئے جائینگے۔ یعنی ان حضرات سے استفسار کیا جائے گا کہ کسی آیت یا کسی حدیث کا مطلب حسب الاستفسار بیان فرما دیں۔ کامیابی پہ دو ہزار روپیہ (ایک ہزار بخدمت جناب مولوی عبدالجبار صاحب اور ایک ہزار ان کے معتقدین کی خدمت میں) پیش کیا جائیگا۔ درصورت ناکامیابی ہم کو ان سے تحریری معاہدہ ذیل لینے کا استحقاق ٹھہریگا کہ آئندہ کبھی بایں لیاقت مقبولان خدا تعالیٰ پر ایسے الزامات ہرگز نہ لگائینگے۔ **ناظرین** اجازت نامہ کا انتظار ہم کو عرصہ ایک ماہ تک ہوگا۔ اس عرصہ کے اندر اگر اجازت نامہ نہ پہنچا تو پھر بھی یہ ثابت ہو جائیگا کہ یہ لوگ نام کے مفسر و محدث ہیں اور بوجہ کم علمی حضرت شیخ رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل اللہ پر بے جا حملے کرتے ہیں والسلام خیر ختام۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ العبد محمد غازی نزیل خانقاہ گولڑہ شریف ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

اس مہینہ بھر کی مہلت میں سے آج صرف ایک ہفتہ باقی ہے اور بظاہر کوئی انتظام تصفیہ امر متنازعہ قرار پانے با انعام مشتہرہ وصول کرنے کا مولوی عبدالجبار صاحب محدث امرتسری

صہ ۱۲ سے آگے

بہت زیادہ حق ہے۔ لہٰذا ہم عبدالغنی کہنے کو برادری کے حقوق سے مقدم جانکر صاف کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی سراسر قصوروار ہیں کیونکہ انکا لہجہ اور ادا مطلب کا رنگ اور طرز تحریر مکروہ ہے اور نہایت مکروہ ہے ہم سمجھتے ہیں کوئی شریف آدمی نہ اس قسم کی تحریر کر سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے۔ قاضی صاحب چونکہ اہلحدیث اور ہمارے شہر (امرتسر) کے مقتدر عالم مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی کے شاگرد اور مرید ہیں اس لئے ان کے اس وطیرہ سے ہم بہت نادم ہیں اور کھلے الفاظ میں کہتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہماری ساری جماعت اگر بدنام ہو تو بجا نہیں۔ یہ ایسے صاحب کمال ہیں کہ جو انکے سامنے آیا گالیوں کی بوچھاڑ سے ایسا کر دیتے ہیں کہ اٹھ نہ سکے خواہ شرفا کی نگاہ میں خود ہی ذلیل ہوں (دیکھو ذخیرہ ۱۱۶)

Marfat.com

اور اُن کے معتقدین کی طرف سے ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ البتہ ۴ ربیع الثانی کو آپ کے پہاڑی (خانپوری) شاگرد کی طرف سے مباہلہ کا اشتہار دیکھا گیا ہے جو اصل مسئلہ سے گریز کرتے ہوئے اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دلیل سے بالکل عاجز ہیں اور باوجود دو ہزار ۲۰۰۰ روپیہ کا اعلان مشتہر ہونے کے بھی مولانا محمد غازی صاحب کے مقابل آنے کے مطلق قابل نہیں ہیں۔ اس لئے ہم مکرر جناب مولوی عبدالجبار صاحب کو مولانا محمد غازی صاحب کے اعلان کا اعادہ کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ تک ایک ماہ میعاد ختم ہونے کی طرف توجہ دلا کر خانپوری اشتہار باز کی طفلانہ تسلیوں سے باز رہنے کی التجا کرتے ہیں۔ اور مؤدبانہ عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر تحقیق حق کے لئے ان چالبازیوں کے علاوہ کچھ علمی قابلیت بھی ہے تو مطابق اشتہار مولانا محمد غازی صاحب دو ہزار روپیہ وصول کرنے و نیز احقاق حق کے لئے علمی میدان میں آئیں ورنہ آئندہ مقبولانِ خدا پر ایسے افترا اور بہتان باندھنے والے بئس القرین کے جانبدار نہ بنیں۔ یہ سراسر ظلم اور بے انصافی اور حق سے روگردانی ہے کہ ایک شخص تحقیق حق کے لئے اپنا ثبوت آپکے پیش کرتا اور آپ کے دلائل آپ سے سُننے کی درخواست کرتا ہے پھر خالی درخواست ہی نہیں بلکہ علاوہ تکالیف سفر اور مصارف کثیرہ کا متحمل ہونے کے دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ آپ کی نذر بھی کرتا ہے اور اُس کو جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ "مباہلہ کر لو"۔ جناب محترم اگر علمائے کرام کے مقابلہ میں صرف مباہلوں سے ہی کام چلانا ہے تو آئندہ تفسیر و حدیث کے جزدان بالائے طاق رکھ کر ایک مباہلہ باز جماعت تیار کیجئے۔ جن کو علمی براہین سے مطلق سروکار نہ ہو اور دعائیں مانگا کریں کہ خدایا اہل علم کو ہلاک کر دے نعوذ باللہ۔ نہیں مولویصاحب آپ سے ہم کو یہ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ پس آپ خدارا اسلام اور مسلمانوں پر رحم کر کے مولانا مولوی محمد غازی صاحب کے اعلان کے متعلق کوئی معقول انتظام کر کے اس قضیہ نامرضیہ کو ختم فرمائیے اور مسلمان جو پہلے ہی دانہ دانہ ہو رہے ہیں ان کی رہی سہی قوت کو بھی منتشر کر کے ان فلک زدوں کی کشتی غرق کرنے کے اسباب کو ترقی نہ دیجئے۔ اور امام الجماعت ہونیکی حیثیت سے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کا کچھ خیال رکھیئے۔ والسلام خیر الختام۔ نیازمندان

شیر محمد خانبہادر۔ سید نوازش علی مترجم محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب۔ غلام محمد ٹھیکیدار کشمیری بازار لاہور حبیب اللہ وغیرہ ارادتمندان دربار گولڑہ شریف

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفتوحات الصّمدیّہ

الملقب

بالفیوضات الشّمسیّہ

سوالات عشرہ مستفسرہ خانپوری صاحب کے جوابات

واضح رائے ناظرین ہو کہ خانپوری صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۵ لغایت صفحہ ۳۲ میں دس سوالات تحریر فرمائے ہیں جن کو وہ بزعم خود نہایت ہی بالاجل سمجھتے ہیں اور اُن سوالات کے شروع اور خاتمہ پر انہوں نے ایسے فقرات لکھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن سوالات کے بہم پہنچانے سے گویا انہوں نے کوئی بہت بڑا ذخیرہ علم و فضل اپنی ذات کے لئے بہم پہنچایا ہے۔ اور اُن سوالات کے جواب دینے کو وہ اگر بالکل ناممکن نہیں سمجھتے تو قریب ناممکن کے ضرور سمجھتے ہیں حالانکہ خود ان کی اپنی طرز عبارت و بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان سوالات کا مطلب بھی نہیں سمجھتے۔ چہ جائیکہ اُن کے جوابات کو سمجھیں۔

چونکہ خانپوری صاحب کا رسالہ زیربحث خود ان کی علمی لیاقت کا شاہد ہے اور اُن کے مبلغ علم اور اُن کے اُن سوالات کو بہم پہنچانے کی حقیقت بھی معلوم تھی۔ لہٰذا خاکسار نے قلم برداشتہ اُن سوالات کے جوابات تحریر کرکے اُنکے شائع کرنے سے پیشتر مناسب سمجھا کہ اپنے اس دعوے کو تصدیق کی حد تک پہنچا دوں کہ خانپوری صاحب خود ان سوالات کا مطلب تک نہیں سمجھتے اور وہ ان سوالات کے جوابات دینے سے بھی بالکل عاجز اور قاصر ہیں چنانچہ اتمام حجت کے لئے میں نے مندرجہ ذیل خط خانپوری صاحب کی خدمت میں

بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال کر دیا۔ اور جوابی رسید بھی بذریعہ ڈاک منگالی تاکہ بعد میں اس خط کے پہنچنے سے انکار کی گنجائش بھی ان کو نہ مل سکے۔ اور احتیاطاً اس خط کو چھپوا کر بطور اعلان عامہ بھی عوام الناس میں شائع کر دیا۔ خط مذکور حسب ذیل ہے :-

اعلان عام

مندرجہ ذیل خط خاکسار نے بذریعہ رجسٹری بخدمت مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری مقیم راولپنڈی بھیجا ہے جس کی نقل اطلاع عام کے لئے شائع کی جاتی ہے۔

خاکسار

غلام مرتضی مدرس دار العلوم النعمانیہ لاہور

نقل خط مذکور

جناب مولوی صاحب خانپوری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ آپ نے جو ایک بحرِ طویل رسالہ برخوردار قائم علی چشتی لاہوری طالب علم گولڑہ شریف کے چند مختصر سوالات کے جواب میں ارقام فرمایا ہے وہ اتفاقاً انہی دنوں میں خاکسار کے مطالعہ سے گذرا۔ اور مجھے تعجب ہوا کہ ایک خورد سالہ طالبعلم کے طالبعلمانہ سوالات کے مقابلہ میں آپ اسقدر بیخود ہو گئے کہ جوش بیخودی میں ایسے لغویات و ہزلیات و مزخرفات کے تودہ طومار آپ نے لکھ مارے جن کے لکھنے سے ایک جاہل مسن شخص کو بھی تامل ہونا چاہیئے۔ مگر اس سے زیادہ تعجب اس امر پر ہوا کہ اُن معمولی طالبعلمانہ سوالات کے جواب بھی آپ نے ایسے بے سروپا اور بودے دیئے جو ایک ابتدائی طالب علم کی لیاقت سے بھی کمتر ہیں اور لطف یہ کہ بجائے طالب علم موصوف یعنی راقم اشتہارات کے آپ نے مولانا و مقتدانا و مرشدنا حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب عم فیضہ کو اپنا مخاطب بنا کر اپنے آپ کو پانچوں سواروں میں شامل کرنا چاہا جن کے حضور سے کبھی بطور مد مقابل آپ کیلئے مخاطب بنائے جانے کی عزت حاصل ہونے کی اُمید ایک خیال محال کے برابر ہے۔ گو آپ کی لیاقت جو اس رسالہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ اس درجہ کی ہے کہ ایک میرے جیسے شخص کی بھی آپکو مخاطب صحیح بنانے میں ہتک ہے۔ مگر طوعاً و کرہاً بدیں خیال کہ عوام الناس میں آپ کو اپنا جھوٹا رنگ جمانے کا موقع نہ ملے اور ناواقف اشخاص گمراہ نہ ہوں میں نے قلم برداشتہ آپ کے رسالہ کا جواب تین چار دن میں تیار کر دیا۔ اور آپ کے اُن دسوں سوالوں کے جوابات بھی فی الفور تحریر کر دیئے جو آپ نے

ایک ابتدائی طالب علم کے سوالات کے جوابات دینے سے عاجز ہو کر بطور سوال پر سوال کئے تھے کیونکہ اہل علم کے نزدیک ان دسوں سوالات کے (جو آپ نے ...یوں کے اینٹیوں کی امداد سے مہینوں تک محنت کر کے بزعم خود بطور مسئلہ دئے ہیں) کے ایسے طور پر لکھے کہ گویا ان کا جواب دینا کسی فاضل اجل کیلئے بھی ناممکن ہے) جواب بالکل پلیش پا افتادہ تھے۔ غرض کہ جوابی رسالہ بالکل تیار ہے۔ اور یہ نوٹس آپ کی خدمت میں صرف بدیں غرض دیا جاتا ہے کہ رسالہ چھپوانے سے پیشتر آپ سے مندرجہ ذیل استفسارات کر لئے جائیں:-

سوالات

آپ نے یہ دس سوالات کس غرض سے چھپوائے ہیں؟

آیا

(الف) ان کے حل ہونے سے اپنے آپ کو اور اپنی کل جماعت کو عاجز پا کر بنظر افادہ شاگردانہ حیثیت سے اپنی ترقی علم کے لئے؟

(نوٹ) اس سوال کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ جو بے سروپا جوابات آپ نے ایک ابتدائی طالب علم کو معمولی سوالات کے دئے ہیں ان سے آپکی لیاقت بہت ہی کم درجہ کی معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ بریں آپ نے اپنے سوالات کو بالکل غلط نقل کیا ہے جن کو پڑھ کر اہل علم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو ان سوالات کے مطلب کی بھی خبر نہیں ورنہ آپ ایسی فاش غلطیاں نہ کرتے۔)

یا (ب) آپ خود ان سوالات کے جوابات سے اچھی طرح ماہر ہیں اور صرف اپنے مخالف کی لیاقت کا امتحان کرنا چاہتے ہیں؟

بصورت شق (الف) کا جواب مثبت میں ہونے کے آپ صریح طور پر اس امر کا اقبالی اعلان شائع فرما دیں کہ آپ اور آپ کی کل جماعت ان سوالات کا جواب دینے سے بالکل عاجز اور قاصر ہو گئی ہے۔ اور سب صاحبان شاگردانہ طور پر بنظر استفادہ ان کا جواب اپنے مخالفین سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور بصورت انکار جواب شافی دئے جانے کے آپ آئندہ کے لئے اس نیازمند کے سامنے (جو منجملہ ادنی خادمان و شاگردان و خوشہ چینان حضرت مولانا ممدوح عم فیضہم کے ہے) شاگردانہ طور پر زانوئے ادب تہ کریںگے اور ہمیشہ اس نسبت تلمذ

Marfat.com

کا ادب ملحوظ رکھیں گے۔

بصورت شق (الف) کا جواب نفی میں اور شق (ب) کا جواب مثبت میں ہونیکے آپ براہ عنایت صاف طور پر اعلان شائع فرمادیں کہ ہم ان سوالات کے جوابات سے بخوبی ماہر ہیں اور صرف اپنے مخالف کی لیاقت کا امتحان کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس صورت میں یہ امر لازم ہوگا کہ اس اعلان کے شائع فرمانے کے ساتھ ہی آپ اُن دسوں سوالات کے جوابات خود مفصل اور مکمل لکھ کر راولپنڈی کے کسی اعلیٰ درجہ کے ہندو یا مسلمان رئیس یا عہدہ دار کے پاس سربمہر لفافہ میں امانت رکھدیں اور اس امر کا بھی اس اعلان میں تذکرہ فرمادیں کہ :- "فلاں صاحب کے پاس فلاں تاریخ کو ان دسوں سوالوں کے جوابات تحریر کرکے سربمہر لفافہ میں بند کرکے ہم نے دیدیئے ہیں جس سے ثابت ہو کہ ہم ان سوالات کے جوابات سے بخوبی واقف ہیں۔ اور صرف اپنے مخالف کی لیاقت کا امتحان کرنا چاہتے ہیں۔" ایسی صورت میں ہم اپنا جوابی رسالہ معہ اُن دسوں جوابات کے فی الفور شائع کرینگے۔ اور بعد ازاں اُس رئیس یا عہدہ دار مذکور کے مکان پر جمع ہو کر تمام اہل علم آپ کے مرقومہ جوابات کو سن لیںگے۔ اور ہم اپنے خرچ سے آپکے اُن جوابات کو شائع کرادیں گے۔ اور اس طرح سے اہل علم کو آپ کے جوابات کا ہمارے جوابات سے مقابلہ کرنے کا بہترین موقعہ ملیگا۔

خوش بود تا محک تجربہ آید بہ میاں
تا سیہ روئے شود آنکہ دروغش باشد

اتمام حجت کے لئے آج کی تاریخ سے قریباً ڈیڑھ ماہ کی زائد مہلت آپ کو اُن سوالات کے جوابات لکھنے اور ایسا اعلان شائع کرنے کے لئے اور دیجاتی ہے۔ تاکہ آپ کو اس امر کی شکایت کی گنجائش نہ رہے کہ آپ کو کافی مہلت نہیں دی گئی۔

بصورت دونوں صورتوں میں سے کسی قسم کے اعلان آپ کی طرف سے شائع نہ ہونے کے کوئی چارہ سوائے اسکے نہ ہوگا۔ کہ اس امر کو آپ کی طرف سے مسلّم سمجھ لیا جائے کہ آپ نے اور آپ کی کل جماعت نے مہینوں تک مغز کھپا کر اپنی طرف سے ایسے ادق سوالات جمع کرکے چھپوائے جن سوالات کو سمجھنے کی بھی آپ میں اہلیت نہ تھی۔ اور جن کے جواب دینے سے آپ بالکل قاصر تھے اور بجائے شاگردانہ طور پر حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے یہ نالائق طریقہ

Marfat.com

استفادہ کا ایجاد کیا۔ اور ایسی صورت میں خواہ آپ ان سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے کیسے ہی غیر مستحق ہوں مگر تاہم بنظر فیاضی خاکسار اپنے اس رسالہ کو مع جوابات شائع کر دیگا۔

لگا رہا ہوں مضامین نو کے میں انبار

خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

۳۰ ذی القعدہ ۱۳۲۵ھ تک یعنی آج کی تاریخ سے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد تک) آپ کے اعلان کا انتظار کرونگا۔ دوم گذارش آپ کی خدمت میں قبل از شائع کرنے رسالہ جوابی کے یہ ہے کہ آپ کے رسالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے ناظرین رسالہ کو یہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ برخوردار قائم علی چشتی کی طرف سے جو سوالات شائع ہوئے تھے وہ دراصل برخوردار موصوف کے لکھے ہوئے نہ تھے بلکہ کسی نے لکھ کر اس کے نام سے چھپوا دئے کیونکہ وہ سوالات جو واقعی محض معمولی اوراد نے درجہ کے طالبعلمانہ سوالات تھے۔ آپ کے زعم میں ایک بہت بڑے اعلے درجہ کے عالمانہ سوالات تھے۔ پس آپ کے اس دعوے کی تحقیق کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک تاریخ اور وقت مقرر کر کے برخوردار موصوف کو (جو ایک ابتدائی درجہ کا طالب علم ہے) بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے جامع مسجد راولپنڈی میں طلب فرمائیں اور اُسکے ساتھ علماء کے مجمع میں اُن سوالات کی بابت گفتگو فرمائیں اگر اس کی گفتگو حاضرین کی رائے میں ایسی ہو جس سے اُن کے نزدیک اُسکی لیاقت اُن سوالات کے خود مرتب کرنے کی پائی جائے تو آپکا دعویٰ محض جھوٹا سمجھا جائے اور آپ اُس مجمع میں اپنے کذب سے تائب ہوں۔ اور اگر برخوردار موصوف اُس تاریخ اور وقت پر جامع مسجد میں حاضر ہونے سے گریز کرے تو اس صورت میں بھی آپکا دعویٰ صادق تسلیم کیا جاوے۔

جواں مرداں نہ پیچند از سخن سر

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو

بصورت تجویز مذکورہ بالا پر عمل نہ کرنے کے لامحالہ یہ امر آپ کی ہی ذات سے مسلم سمجھا جائیگا کہ جو دروغ بے فروغ آپ نے اسبارہ میں شائع کیا وہ آپ کی طرف سے عمداً ... اور افترا ... اور اس لئے آپ اُس کی تحقیق ہونے کے منصفانہ طریقہ سے گریز کرتے ہیں ... ایسی ...

Marfat.com

پرنادم ہونے کے اعتراف قصور نہ کرنے کے باعث اپنے اُس گناہ کو اور زیادہ بڑھا رہے ہیں۔
یہ عریضہ بطور نوٹس ہے۔ اور رجسٹری کرا کر بدیں غرض آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ کہ آپ
اس کی رسید سے انکار نہ کر دیں۔ علاوہ بریں مزید احتیاط کے لئے اس کو چھپوا کر بطور
اعلان عام بھی مشتہر کرتا ہوں تاکہ بعد میں کوئی حیلہ یا حجّت گریز کے لئے پیدا کرنے کے
واسطے آپ کو کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مقام لاہور

خاکسار

۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ

غلام مرتضیٰ مدرّس دار العلوم النعمانیہ لاہور

اس خط میں خانپوری صاحب کو ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ تک مہلت دی گئی تھی۔ اور وہ
میعاد گذر گئی۔ اُنھوں نے اپنے مستفسرہ سوالات کے جوابات لکھ کر کسی شخص کے پاس سربمہر
لفافہ میں امانت رکھنے کا تاحال کوئی اعلان نہیں کیا۔ نہ ہمیں کوئی اطلاع دی۔ بلکہ اس
امر کا ارادہ بھی ظاہر نہیں کیا کہ وہ اُن سوالات کا جواب اپنی تمام عمر میں کبھی دینے کی بھی جرأت
کریں گے۔ اور بحالات مذکورۂ بالا ہمارے خط کے مندرجہ ذیل فقرات کے مطابق ہمارے
مندرجہ ذیل دعاوی اب خانپوری صاحب کی طرف سے بھی مسلّم ہو گئے ہیں کہ :-

"آپ نے اور آپ کی کل جماعت نے مہینوں تک مغز کھپا کر اپنی طرف سے ایسے
ادق سوالات جمع کر کے چھپوائے۔ جن سوالات کو سمجھنے کی بھی آپ میں اہلیت
نہ تھی اور جن کے جوابات دینے سے آپ بالکل قاصر تھے۔ اور بجائے شاگردانہ
طور پر حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے یہ نالائق طریقہ استفادہ کرنے کا ایجاد کیا۔"

پس جبکہ خانپوری صاحب نے ہمارے ان تمام دعاوی کو اپنے طرز عمل سے تسلیم کر لیا۔ تو ہم کو بھی
لازم ہے کہ اپنے وعدہ مندرجہ اعلان مذکور کا ایفا کریں اور جوابات عشرہ شائع کر دیں۔

اب جبکہ یہ رسالہ دوران تحریر کاپی مطبع میں تھا تو حضرت قبلہ و کعبہ ام گولڑوی عم فیضہم کا
ایک فرمان اس نیاز مند کے نام صادر ہوا۔ جو میرے اعلان مندرجہ بالا کے مطالعہ کے بعد
حضور ممدوح نے تحریر فرمایا تھا۔
اور جو حسب ذیل ہے :-

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ - الی المخلص والمحب فی اللہ مولوی غلام مرتضیٰ وفقہ اللہ لما یحب ویرضیٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ کا اعلان مطبوعہ کئی دن ہوئے میری نظر سے گذرا تھا - اور ان دنوں میں ایک محب فی اللہ نے اُسکے متعلق اپنے خط مورخہ ۲۷ - ذیقعدہ میں کچھ لکھا ہے جس میں سے فقرات متعلقہ اعلان مذکور نقل کر دینے کافی ہیں :-

محب موصوف لکھتے ہیں کہ "مولوی غلام مرتضیٰ کا اعلان نہایت معقول ہے مگر زیادہ بہتر ہوگا کہ خانپوری صاحب کے سوالات عشرہ کا جواب آنجناب خود تحریر فرماتے - اس میں شک نہیں کہ اُن سوالات کا جواب دینے کیلئے مولوی غلام مرتضیٰ صاحب بلکہ جناب کے بہت سے ادنےٰ غلام بھی کافی ہیں - مگر یہ امر بھی سرسری نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ خانپوری صاحب نے اُن سوالات کے اخیر میں بکرات ومرات جناب ہی کو مخاطب کیا ہے اور جناب ہی سے ان کے جوابات کا مطالبہ فرمایا ہے اور یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ اگر ان کے سوالات عشرہ کا جواب دیکر آنجناب بھی کوئی سوالات خانپوری صاحب سے فرمائیں تو خانپوری صاحب ان کا جواب دینے کو تیار ہیں - مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر سے جناب کی شان بہت ہی ارفع واعلیٰ سمجھتے ہیں کہ جناب کسی طرح سے بھی خانپوری صاحب کو اپنا مخاطب بنائیں - چنانچہ اسی لئے انہوں نے سوالات عشرہ کے جوابات بھی خود ہی تحریر کر دئے ہیں - برادرم فی اللہ کے ساتھ مجھے اس حد تک اتفاق ہے کہ خانپوری صاحب نے جو لغویات اور سب وشتم اپنے رسالہ میں جناب کی نسبت درج کئے ہیں اُن کا جواب دینا یا اُن کے متعلق خانپوری صاحب کو مخاطب بنانا جناب کی شان والا کے سراسر خلاف ہے - لیکن سوالات عشرہ جو خانپوری صاحب نے پوچھے ہیں وہ بادی النظر میں علمی سوالات ہیں اُنکا جواب

Marfat.com

جناب کی طرف سے دیئے جانے میں کیا مضائقہ ہے۔ اور جس حالت میں خانپوری صاحب نے خود اس پر آمادگی ظاہر کی ہے کہ ان کے سوالات عشرہ کا جواب دیکر اُنکے ساتھ اگر آنجناب بھی کوئی سوالات اُن سے استفسار فرمائیں تو خانپوری صاحب اُنکا جواب دینے کے پابند ہونگے تو ان حالات میں زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ آنجناب خود ہی اُنکے سوالات عشرہ کا جواب تحریر فرمائیں اور اُسکے ساتھ ہی چند سوالات کا جواب اُن سے بھی طلب فرمائیں یہ ایک مسکت طریقہ جواب کا ہوگا۔ اور مخالف کو یہ کہنے کا موقعہ بھی نہ رہیگا کہ اگر اُنکے لغویات قابل جواب نہ تھے تو آخر اُسکے سوالات عشرہ کا جواب دینے میں جناب کی کونسی توہین متصور تھی کیونکہ سوالات عشرہ کا جواب اُس نے مولوی غلام مرتضےٰ صاحب سے طلب نہیں کیا۔ بلکہ خصوصیت کے ساتھ جناب سے طلب کیا ہے یہ وجوہات ہیں جنکی بنا پر میں نے عریضہ ہذا لکھنے کی جرأت کی ہے" الخ

محب موصوف کے خط کو ملاحظہ کرنے کے بعد مجھے اس امر کا مضائقہ معلوم نہیں ہوا کہ میں خود ہی اُن سوالات عشرہ کا جواب لکھدوں۔ اور خاتمہ پر چند سوالات بھی درج کردوں جن کے جوابات لکھنے کے لئے مولوی عبدالاحد صاحب حسب وعدہ خود پابند ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ۲۸-۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ کو کچھ وقت نکالکر بحسب ما علمہ ربی فنعم الرب ربی ونعم الحسب حسبی جوابات مطابق سوالات یعنی اُردو باُردو اور عربی بعربی اور رمز بلغز لکھ کر بھیجے جاتے ہیں اگر آپکا رسالہ تاحال زیر طبع ہو تو بجائے اپنے جوابات سوالات عشرہ کے ان کو اس میں درج فرمادیں۔ اور سوالات العشرۃ بالعشرۃ والفضل للمتقدم (جو ساتھ ہی ملفوف ہیں) ان کے ذیل میں تحریر کرادیویں۔ تاکہ مولوی عبدالاحد صاحب حسب وعدۂ خود انکا جواب تحریر کردیں۔ ایسی صورت میں آپ کی طرف سے جوابات عشرہ شائع ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اگر آپکا رسالہ چھپکر تیار ہو گیا ہو تو مجھے یہ کاغذات واپس ارسال کردیں تاکہ میں ان کو علیحدہ مختصر رسالہ میں اپنی طرف سے شائع کردوں۔

اُمید ہے کہ آپ نے اپنے رسالہ کی تحریر میں میرے اُس خط کو ضرور ملحوظ رکھا ہوگا۔ جو

Marfat.com

چکوڑی بھیلووال سے آپکو دربارۂ تاکید رعایت تہذیب و پاسداری وضع شرفاء و لحاظ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔ تحریر کیا گیا تھا۔ آپ بہر صورت اپنی عالمانہ شان کو ملحوظ رکھیں۔

سوالات عشرہ میں سے صرف سوال پنجم کسی قدر توجہ کے قابل تھا۔ اس لئے میں نے سب سے پہلے اسی کا جواب دیا ہے۔ باقی نو سوالات کے جوابات اُن کے بعد ہیں۔ والسلام۔

حضرت قبلہ عالم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے جوابات عشرہ کی بجائے ذیل میں خانپوری صاحب کے سوالات عشرہ میں سے ہر ایک کو نقل کر کے اُسکے ساتھ حضرت قبلہ عالم کے جوابات کو بجنسہٖ درج کرتا ہوں۔

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سبحان من هو ليس عين ما عرفوه ولا عين ما جهلوه وراء الوراء ثم فثم فثم

تو نہ ایں ہستی نہ آں در ذاتِ خویش
اے بروں از وہم ہا و زبیش بیش

ومعرفته لا جهل فيها لا تنقطع وجهله لا معرفة فيه لا يبدؤ۔ اظهر من الظاهر واخفى من الباطن واقرب الى كل شئ من نفسه۔ وقربه المعروف للعباد ليس القرب المعروف له الا لعباده المصطفين الرامين الكون وعلومهم ورائهم ظهريا الداخلين فى حضرته معرين عن العلم والوجد والذكر والفكر فانهم يجد ونهافيها اصناما وازلاما خارجين عن شهود الموصول

والمفصول غير أخذ بها من خلف حجاب الحروف والالفاظ فهم عرفوا الله بالله وهو لنا صم لهم عن الشغل الذي لم يخلقوا له والمستعمل لهم فيما خلقوا له فبه ينطقون وبه يبصرون وبه يسمعون وبه يبطشون ومن ههنا ينشدون ـــ

الا كل قول في الوجود كلامه — سواء علينا نثره ونظامه
يعم به اسماع كل مكون — فمنه اليه بدؤه وختامه
ولا سامع غير الذي كان قائلا — فمندرج في الجمع منه اكتتامه
فتستره الفاظها بحروفها — فما فيه من ضوء فذاك ظلامه
فما ظنكم بالنور منه اذا بدا — وقد ملاء الجو الفسيح غمامه

اياك وان تقع يا اخي في القوم رضي الله تعالى عنهم مقتضيا آثار الشيخ احمد الشهير بابن تيميه عفى الله عنه وعنا كما وقعت في رسالتك البيان والاغاثة فان شان القوم رض ارفع واعلى ـــ

تا بآنجائے کہ جا را جائے نیست — جز سنا برق مہ اللہ نیست
از ہمہ اوہام و تصویرات دور — نور نور نور نور نور نور

والمتوغل في تحرير الادلة قد قطع عمره في التفكر فيمن لا يصح اقتناصه بالفكر وشغل المحل بمن نهاه الله تعالى عنه اذ ليس حكمه عليه الا بما يعطيه عقله ومعلوم ان الحق تعالى وراء الوراء فكيف اليه سبيل لعقلك الماخوذ من عقال البعير ـــ

پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

نعم منتهى جريه علم سمع الكيان وعلم السماء والعالم وعلم الحيوان وعلم النفس وعلم الطب وعلم الفلاحة وعلم التعبير وعلم البيطرة وعلم البزدرة وعلم السيميا وعلم الكيميا وعلم الريميا وعلم الهيميا وعلم الفراسة وعلم احكام النجوم وعلم الهندسة وعلم الاكر وعلم المخروطات وعلم الحساب وعلم الهيئة الصغرى وعلم المجسطي وعلم الزيج وعلم التقويم وعلم ارثماطيقي

Marfat.com

وعلم قرسطون وعلم الاسطرلاب وعلم الرمل وعلم الوفق وعلم الجفر وعلم الوجود وعلم العلة والمعلول وعلم قاطیغوریاس وعلم العقول العشرة وعلم حکمة الاشراق وعلم حکمة المشائین وعلم النبوة والولایة وعلم المعاد وعلم الدعوات ونظائرها مما لا تسعها هذه الاوراق لکن کل من ذلک بطریق النظر والکسب سوی حکمة الاشراق۔ فاصحاب النوامیس صادقة وارباب ارطالیس وافلاطون کاذبة الا فیما طابقوهم ومعهذا لا یجدیهم نفعا ما لم یصدقوا بما جاء به الرسل علیهم السلام۔ ؎

لوح محفوظ است او را پیشوا ∴ از چه محفوظ است محفوظ از خطا

فلو رزقت یا اخی حسن الظن بورثة الانبیاء من الاولیاء الکمل لجربت فی میادین العلوم المذکورة الکسبیة ایضاً غیر ما جری علیه النظار ؎

غیر ازیں معقولها معقولها ∴ یابی اندر دل علوم انبیاء

والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآله واصحابه اجمعین ۰

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

سوال پنجم

قوله۔ ہم آپ سے کلام اللہ کے بارہ میں چند سوال کرتے ہیں تاکہ ہمکو معلوم ہو جائے کہ آپ کلام باریتعالی کو حقیقۃً ولفظاً ومعنیً مانتے ہیں یا نہ۔

کیا کلام باری عز اسمہٗ مشیئت اور قدرت کے نیچے داخل ہے یا نہ اور عز وجل کی ذات کے ساتھ قائم ہے یا اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں بلکہ خارج ومنفصل ہے ذات سے بر تقدیر ثانی تردید اول کلام نفسی یعنی معنے قائم بذات باری ہے یا الفاظ وحروف واصوات ہیں اگر کلام نفسی ہے تو حروف واصوات کس کے ساتھ قائم ہوئے اور اولاً کس سے ظاہر وصادر ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام سے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اور کسی سے اور پھر مخلوق ہیں یا غیر مخلوق۔ اور ان حروف وکلمات کو قرآن حقیقۃً کہا جاتا ہے یا

Marfat.com

مجازاً۔ اور پھر یہ الفاظ حکایت ہیں یا عبارت۔ و بر تقدیر اول نزدید اول ایضاً قائم بالذات ہے یا بالغیر۔ بر شق اول قائم بذات باری معانی ہیں یا الفاظ یا معانی و الفاظ دونوں ہیں و ایضاً وہ الفاظ و معانی قدیم ہیں یا حادث اور حادث و مخلوق کے درمیان کونسی نسبت ہے نسب اربعہ میں سے۔ اور اگر قدیم ہے تو باوجود تقدم و تاخر و قبلیت و بعدیت حروف و کلمات کے اور ترتیب کے قدیم کس طرح ہوئی۔ یا آپ قائل بالاقتران ہیں اور اگر قائم بالغیر ہے تو غیر کی صفت ہوگی اور مخلوق۔ پھر اس کو کلام اللہ کس طرح کہا جاتا ہے۔ و ایضاً اگر الفاظ و معانی ہر دو قائم بذاتہ تعالیٰ ہیں تو نوع کلام قدیم ہے یا جملہ افراد قدیم ہیں۔ و یا نوع بھی قدیم نہیں بلکہ مبداء ہے اور تسلسل آثار آپ کے نزدیک ماضی و مستقبل دونوں میں جائز و ممکن ہے یا دونوں میں ممتنع و محال ہے۔ یا ماضی میں ممتنع ہے اور مستقبل میں ممکن و جائز ہے حالانکہ وہی مستقبل ماضی بن جاتا ہے۔ اور اگر ماضی میں ممتنع اور مستقبل میں ممکن ہے تو کیا فرق ہے ماضی و مستقبل میں اور حجت امتناع کی کیا ہے اور اس میں تمام افعال باری عز اسمہ کیا لازمی اور کیا متعدی متساوی الاقدام ہیں۔ اور یہ دلیل بعض متکلمین کی لو قام به الحوادث لم یخل عنها و ما لم یخل عن الحوادث فهو حادث آپ کے نزدیک صحیح ہے یا باطل۔ اور یہ تو مجرد دعویٰ بلا دلیل ہے اسکے دونوں مقدمہ کی کیا دلیل ہے۔ اور فعل و مفعول آپس میں عین ہیں یا غیر افعال متعدیہ باری تعالیٰ ہیں۔ اور اگر کلام باری قائم بالغیر اور خارج و منفصل ہے ذات سے تو اس کی دلیل کیا ہے۔ اور پھر کلام باری اور کلام مخلوق میں کیا فرق ہوا۔ اور وجہ تخصیص کی کیا ہے۔ اور کلام باری قائم بالذات اور مشیئت و قدرت کے نیچے داخل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے تو پھر قدیم کس طرح ہوئی کیونکہ جو چیز مشیئت اور قدرت کے نیچے داخل ہو وہ قدیم نہیں ہو سکتی۔ اور قدیم کا کیا معنے اور حادث کا کیا معنے ہے۔ اور اس شعر ابن عربی طائی کا کیا مطلب ہے

وکل کلام فی الوجود کلامه   سواء علینا نثره و نظامه

اور آپ اس قرآن مکتوب فی المصاحف اور مقروء و متلو علی الالسنہ و مسموع بالاذان اور

Marfat.com

محفوظ فی الصدور کو آپ حقیقۃً کلام اللہ قائم بذاتہٖ تعالیٰ قیام الصفۃ بالموصوف مانتے ہیں یا نہ۔ یا مجازاً قرآن کہتے ہیں۔ اور کلام نفسی کی کیا حقیقت ہے اور وہ متجزی و متبعض ہوتی ہے یا نہ۔ ہر ایک تردید کی تقادیر کے شقوق پر ایک طائفہ ہے متکلمین کا۔ پس آپ اس کا نام بھی بتا دیں اور اس کی حجت عقلیہ بھی بیان فرما دیں۔ اور اخیر میں اپنا مذہب اور مشرب کلام باری تعالیٰ کے بارہ میں ذکر کر کے اس پر برہان قائم کریں اور جو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے اس کا جواب دیں۔

جواب سوال پنجم

قولہ۔ کیا کلام باری قدرت اور مشیئت کے نیچے داخل ہے یا نہ؟ **اقول**۔ داخل ہے عند اکثر الحنابلۃ وغیرہم۔ اور داخل نہیں بلکہ وہ شئ واحد لازم ہے لذاتہٖ تعالیٰ عند ابن کلاب والاشعری وغیرہما۔ یا حروف اور مع الاصوات قدیمۃ الاعیان ہیں عند الطائفۃ من المتکلمین واہل الحدیث والفقہ وطائفۃ من الحنابلۃ ومن اصحاب مالک والشافعی وغیرہم اور دراصل یہ قول ہے جہم بن صفوان اور ابو الہذیل علاف وغیرہما کا جو مبنی ہے امتناع دوام حوادث اور امتناع حوادث لا اول لہا پر۔ **قولہ**۔ اور اللہ عزوجل کے ساتھ قائم ہے یا منفصل ہے ذات سے۔ مختصراً۔ **اقول**۔ قائم ہے عند اہل السنت والجماعت توزیعاً اور منفصل ہے عند المعتزلۃ۔ **قولہ**۔ بر تقدیر ثانی تردید اول کلام نفسی ہے یا الفاظ **اقول** نفسی ہے عند الاشاعرہ اور الفاظ ہیں عند غیرہم۔ **قولہ** اگر کلام نفسی ہے اور حروف واصوات کس کے ساتھ قائم ہوئے۔ **اقول**۔ عند الاشاعرۃ والمعتزلۃ حروف و اصوات رسول ملکی یا بشری وغیرہما کشجرۃ موسیٰ علیہ السلام اور نقوش لوح محفوظ کے اور عند غیرہم قائم ہیں ساتھ ذات باری عز اسمہ کے سواء کانت قدیمۃ الاعیان غیر داخلۃ تحت المشیئۃ والقدرۃ کما مر او حادثۃ کما ہو عند الکرامیۃ فانہم یجوزون قیام الحوادث بذاتہٖ تعالیٰ۔ **قولہ** اور اولاً کس سے صادر ہوئے جبرئیل علیہ السلام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا اور کسی سے۔ **اقول**۔ جبرئیل بعد ازاں محمد علیہما السلام سے عند الاشاعرہ۔ **قولہ** پھر مخلوق

Marfat.com

ہیں یا غیر مخلوق۔ اقول مخلوق ہیں عند الاشاعرہ والمعتزلہ والکرامیہ وجمہور العقلاء۔ اور غیر مخلوق عند الحنابلہ وبعض اہل الکلام واہل الحدیث کما ذکرہ الاشعری فی المقالات قولہ اوران حروف وکلمات کو قرآن حقیقۃً کہا جاتا ہے یا مجازاً اقول حقیقۃً قولہ اور پھر یہ الفاظ حکایت ہیں یا عبارت اقول یوں کہنا چاہیئے کہ اور پھر یہ الفاظ کلام الٰہی ہیں یا عبارت۔ جواباً گذارش ہے کہ عند القائلین بالاشتراک عبارت ہیں صفۃ الٰہیہ سے اور کلام الٰہی بھی ہیں بمعنے مخلوق الٰہی من غیر کسب ماقامت بہ اور عند الحنابلہ واکثر اہل الحدیث والسلف کلام الٰہی ہیں بمعنے صفت الٰہیہ۔ اور عند المعتزلہ کلام الٰہی بمعنے مخلوق الٰہی الا ان الاشاعرۃ یجتنبون من اطلاق المخلوق بخلاف المعتزلہ۔ قولہ وبر تقدیر اول تردید اول ایضاً قائم بالذات ہے یا بالغیر۔ اقول جوابہ مر سابقاً۔ قولہ بر شق اول قائم بذات باری معانی ہیں فقط یا معانی والفاظ دونوں۔ اقول عند القائلین بالقیام الفاظ واصوات ہیں اور عند غیرہم ایک بھی نہ۔ قولہ وایضاً وہ الفاظ ومعانی قدیم ہیں یا حادث اقول مر ذکرہ سابقاً قولہ اور حادث ومخلوق کے درمیان کونسی نسبت ہے نسب اربعہ میں سے اقول از روئے نظر بصرف مدلول مساوات ہے بلکہ عینیۃ اور بلحاظ اطلاق حادث اعم مطلق ہے مخلوق سے کما ہو ظاہر لمن تدبر فی المذاہب۔ قولہ اور اگر قدیم ہے تو باوجود قبلیت وبعدیت حروف وکلمات کے اور ترتیب کے قدیم کس طرح ہوئے اقول۔ ترتیب مذکور بحسب الوجود العینی جونکہ قراۃ میں ہے لہٰذا قرأت حادث ہوگی۔ وھم یقولون بقدم المقرو لا القرأۃ فنظیرہ العقول العالیۃ عند الحکماء وتزییف الفرق بین نفس الحقیقۃ ووجودھا لو سلم[2] فضررہ علی صاحب المذہب وما من مذہب سالم من السخافۃ والتزییف فی مسئلۃ الکلام کما لا یخفی علی المبصرۃ قولہ یا آپ قائل بالاقتران ہیں۔ اقول جوابہ مر۔ بجواب

---

[1] یعنی من غیر کسب ماقام بہ فرق عظیم بین ہذہ الالفاظ والتی خلقہا اللہ علی لسان زید مثلاً بکسبہ ۱۲ منہ

[2] فان الفرق المزیف ہو اذا اخذ الماہیۃ والوجود ذہنیین او عینیین واما علی تقدیر التخالف فلا وہہنا کذالک ۱۲ منہ

Marfat.com

ان سوالات کے میں مبتین مذاہب ہوں نہ صاحب مذہب۔ پھر یہ کہنا کہ (یا آپ قائل بالا فتراق ہیں) کیسا۔ اپنے سوال کے آخری حصہ کے ان الفاظ کو آپ یاد رکھیں کہ (اخیر میں اپنا مذہب و مشرب کلام باریتعالیٰ کے بارہ میں ذکر کر کے اسپر برہان قائم کریں) پس اُس سوال کے مطابق اپنے مذہب کے متعلق جواب خاتمہ پر تحریر کرونگا۔ **قولہ** اگر قائم بالغیر ہے تو غیر کی صفت ہوگی اور مخلوق۔ **اقول**۔ ہاں صاحب اہل اعتزال کا یہی مذہب ہے۔ **قولہ** پھر اسکو کلام اللہ کسطرح کہا جاتا ہے **اقول**۔ چنانچہ کلام لفظی کو عند الاشاعرہ یعنی خدا کی مخلوق (کلام اللہ) میں اضافت کا مفاد صرف اتنا ہی ہوا کہ خدا کی مخلوق نہ یہ کہ خدا کی صفت بخلاف المعتزلہ۔ **قولہ** وایضاً اگر الفاظ ومعانی ہر دو قائم بذاتہ تعالیٰ ہیں تو نوع کلام کا قدیم ہے یا جملہ افراد قدیم ہیں یا نوع بھی قدیم نہیں۔ **اقول**۔ ہاں صاحب نوع قدیم ہے عند ائمۃ الحدیث۔ اور جملہ افراد عند الطائفۃ من المتکلمین واہل الحدیث والفقہ وطائفۃ من الحنابلۃ الخ کما مر فی الصدر اور نوع بھی قدیم نہیں عند الکرامیۃ وہو قول ہشام بن الحکم۔ **قولہ** اور تسلسل آثار آپ کے نزدیک ماضی ومستقبل دونوں میں جائز وممکن ہے یا دونوں میں ممتنع ومحال ہے یا ماضی میں ممتنع ہے اور مستقبل میں ممکن حالانکہ وہی مستقبل ماضی بن جاتا ہے اور اگر ماضی میں ممتنع اور مستقبل میں ممکن ہے تو کیا فرق ہے ماضی ومستقبل میں اور وجہ امتناع کیا ہے اور اس میں تمام افعال باری عز اسمہٗ کیا لازمی اور کیا متعدی متساوی الاقدام ہیں۔ **اقول** تسلسل فی الآثار ماضی اور مستقبل دونوں میں جائز ہے عند المحققین من اہل الاسلام والفلاسفۃ اسی بنا پر فلاسفہ قائلین بقدم الافلاک ارسطو وغیرہ ازلیۃ الحوادث فی الممکنات کے قائل ہیں اور قدماء فلاسفہ اور اہل اسلام دوام الحوادث فی الممکنات کے قائل نہیں۔ فانہم یصرحون بان اللہ خالق کل شیٔ وما سواہ حادث مخلوق بعد ان لم یکن بلکہ اللہ تعالیٰ کو لم یزل متکلما اذا شاء مانتے ہیں یعنی ازلی متکلم ہے جب چاہتا ہے کلام فرما سکتا ہے۔ ایسا ہی لم یزل فعالا۔ پس انکے نزدیک تسلسل آثار فی الماضی ممکنات میں نہ ہوا۔ لحدوث العالم عندہم۔ بلکہ واجب میں ہے اور مسئلہ امتناع قیام الحوادث بذاتہ تعالیٰ سب کا مسلم شدہ نہیں اور فی المستقبل ممکنات میں جائز ہے۔ کیونکہ جنت اور نار کے آثار دائمی ہیں۔ اور بہت لوگ متکلمین میں سے جہمیہ ومعتزلہ

Marfat.com

وکرامیہ واشعریہ وشیعہ وفقہاء وغیرہم تسلسل آثار مستقبل میں جائز کہتے ہیں نہ ماضی میں مستقبل میں جواز کی وجہ معلوم ہو چکی ہے۔ اور ماضی میں امتناع اسلئے کہ ممکنات میں تسلسل آثار بوجہ حدوث عالم ہو نہیں سکتا اور حق سبحانہ وتعالیٰ محل قیام حوادث نہیں ان کے نزدیک تیسرا قول جہم ابن صفوان اور ابوالہذیل علاف کا ہے۔ یہ لوگ ماضی و مستقبل دونوں میں جائز نہیں کہتے۔ مستقبل میں اسلئے کہ یہ لوگ جنت اور نار کے آثار کو دائمی نہیں مانتے اور حرکات جنت و نار کو منقطع خیال کرتے ہیں۔ اور ماضی میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو متکلم ازلی اور فعال لم یزلی نہیں جانتے اور دراصل یہ دھوکا ہوا ہے ان کو ابن سینا وغیرہ سے جو مطلقاً امتناع دوام حوادث اور امتناع حوادث لا اول لہا کے قائل ہوئے۔ مناسب مقام اتنا ہی کافی معلوم ہوتا ہے زیادت اور بسط کو مباحثات امام رازی و فلاسفہ اور انکی کتب کے مطالعہ سے معلوم کر لیویں۔ **قولہ**۔ اور یہ دلیل بعض متکلمین کی لو قام بہ الحوادث لم یخل عنہا وما لم یخل عن الحوادث حادث آپکے نزدیک صحیح ہے یا باطل۔ **اقول**۔ محقق صاحب اگر آپ اسے صحیح مانتے ہیں تو پہلے آپ اسے مدلل فرماویں بعدازاں میں تردید کرنے کو تیار ہوں۔ اور اگر آپ کے نزدیک باطل ہے تو علیٰ ہذا القیاس۔ **قولہ**۔ اور یہ تو مجرد دعویٰ بلا دلیل ہے اسکے دونوں مقدمہ کی کیا دلیل ہے **اقول**۔ لو قام الحوادث لم یخل عنہا التطویل لاطائل تحتہ ہے۔ مدعی کو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ الجسم مثلاً لا یخلو عن الحوادث وما لا یخلو عن الحوادث فہو حادث اور ما نحن فیہ میں لو قام بہ تعالیٰ الحوادث لکان محلا لہا و متصفا بہا والمتصف بہا حادث۔ پہلا مقدمہ بدیہی ہے اور دوسرا اس لئے صادق ہے کہ حدوث صفات ناقصہ میں سے ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا تنزہ وتقدس صفات ناقصہ سے ضروری ہے۔ کما قال عز شانہ لَا تَأْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ والیٰ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُہُمَا وامثالہا۔ یہاں پر فرق کرنا نوع الحادث اور عین الحادث میں۔ اور ایسا ہی موصوف واجب اور موصوف ممکن میں کچھ مفید نہیں لعدم تحقق النوع بدون الافراد فیلزم الفرار علی ما عنہ الفرار و وجوب تنزہ الحق سبحانہ وتعالیٰ عن النقائص فما قال الشیخ ابن تیمیہؒ رادا علی القائلین

بالمقدمة المذكورة (لم یفرق هؤلاء بین ما لا یخلو عن نوع الحوادث وبین ما لا یخلو عن عین الحادث ولا فرقوا فیما لا یخلو عن الحوادث بین ان یکون مفعولاً معلولاً وان یکون واجباً بنفسه) مما السنة احصله. وکذا ما قال رحمه الله تعالیٰ (فقلنا لهؤلاء أتجوزون حدوث الحوادث بلا سبب حادث ام لا. فان جوزتم ذلك وهو قولکم لزم ان یفعل الحوادث ما لم یکن فاعلاً لها ولا لضدها فاذا جاز هذا فلم لا یجوز ان تقوم الحوادث بمن لم تکن قائمة به هی ولا ضدها ومعلوم ان الفعل اعظم من القبول فاذا جاز فعلها بلا سبب حادث فکذا لك قیامها بالمحل) لما تقرر ان خلق النفس لیس بنقص والاتصاف به نقص تعالى الله سبحانه عن النقائص علواً کبیراً فالعقیدة الحقة القائلة ان الحق سبحانه وتعالیٰ لم یزل قادراً علی الفعل والکلام بمشیئته کما هو منقول عن السلف وائمة المسلمین واهل البیت عن جعفر بن محمد الصادق فی الافعال المتعدیة فضلاً عن اللازمة وغیرهم خالصة من غیر التزام قیام الحوادث به تعالیٰ. والعلم عند الله. قوله اور فعل ومفعول آپس میں عین ہیں یا غیر افعال متعدیہ باریتعالیٰ ہیں۔ اقول۔ اس طرح پوچھئے کہ اس مسئلہ میں کتنے اقوال ہیں۔ اور اختلاف کی وجہ کیا۔ اور ثمرۂ اختلاف کیا۔ کیا آپ نے ابھی تک نہیں سُنا الاشعری[له] یقول الخلق هو المخلوق لا غیره وهو قول طائفة من اصحاب مالك والشافعی ولحمد وجمهور الناس یقولون الخلق غیر المخلوق وهذا مذهب الحنفیة واهل السنة والصوفیة۔ ہر دو قول مع مالہ وما علیہ عقائد کی کتابوں میں موجود ہیں۔ قوله۔ اور اگر کلام باری قائم بالغیر اور خارج ومنفصل ہے ذات سے اس کی دلیل کیا ہے۔ اقول۔ کلام باری بمعنے الفاظ وحروف عند الاشاعرہ والمعتزلہ قائم بالغیر اور منفصل ذات سے ہے عند الاشاعرہ اس لئے کہ انہوں نے ہر دو قیاسین متعارضین کے مقدمات واجب التسلیم سمجھے ہیں (۱) کلامه تعالیٰ صفة له. وکل هو صفة له قدیم فکلامه قدیمٌ

[له] فر الاشعری بارتکاب ہذا القول لغیر المعقول من لزوم التسلسل مع ان ما فر الیہ اشد مما فر منہ ۱۲ منہ

(۲) كلامه مركب من اجزاء مترتبة وكل ما هو كذالك فهو حادث فكلامه حادث لہٰذا قائل بالاشتراک اللفظی ہوئے اور معتزلہ نے صغرٰی قیاس اول کا منع کیا ہے واستدلوا بوجوہ منها اجماع المسلمين على ان القرآن هو الكلام المؤلف المكتوب في المصاحف المقروء بالالسن۔ ومنها ان الله تعالى وصف القرآن باوصاف لا تصدق الا على هذا النظم كقوله تعالى وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ۔ وجوابهما من جانب الاشاعرة انا معترفون باطلاق القرآن و الكلام على سبيل الاشتراك۔ ومنها انه لو كان قديما لزم الكذب في الاخبار الماضية كقوله تعالى۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ ۔ واجيب بان الموصوف بالمضى وغيره هو اللفظي لا النفسي۔ ومنها ان كلامه يشتمل على النداء والامر والنهي والخطاب بلا مخاطب عبث۔ والجواب انه خاطب المعدوم على تقدير وجوده كخطاب النبي صلى الله عليه وسلم لمن يوجد من امته الى يوم القيمة وانما العبث خطابه حال عدمه واجاب بعضهم عن الثالث والرابع بأن كلامه في الازل معنى واحد ثم يعرض له التنوع الى الماضي والمستقبل والنهي والامر بحسب المتعلقات الحادثة بلا تغير. **قوله** اور پھر کلام باری اور کلام مخلوق میں کیا فرق ہے۔ **اقول** (کلام اللہ) میں اضافت کا مفاد یہ ہوگا کہ خدائیتعالیٰ کی پیدا کردہ بغیر از واسطہ کاسب کے مخلوقین سے بخلاف (کلام زید) کے کہ وہ بغیر از واسطہ کاسب یعنی زید کے اسکی زبان پر پیدا نہیں کی گئی اور کلام الٰہی بلا کسب و اختیار رسول ملکی یا بشری یا شجرہ موسیٰ علیہ السلام میں مثلاً پیدا کی گئی ہے۔ **قولہ** اور اگر کلام باری مشیئت وقدرت کے نیچے داخل ہے تو پھر قدیم کس طرح ہوئی۔ **اقول** لہٰذا اُس کو بعض نے حادث النوع والافراد مانا ہے اور بعض نے قدیم النوع حادث الافراد اور بعض نے نفسی اور لفظی کی طرف تقسیم کی ہے۔ **قولہ** اور اس شعر ابن عربی طائی کا کیا مطلب ہے ؎

وكل كلام في الوجود كلامه ۞ سواء علينا نثره و نظامه

اقول۔ آپ اس شعر کے نہ صرف مطلب میں بلکہ صحت نقل میں بھی باتباع شیخ ابن تیمیہ مغالطہ

Marfat.com

ہوا ہے حیث قال وایضاً فاذا کان الدلیل قد قام علی ان خالق افعال العباد وانوالہم ھو المنطق لکل ناطق وجب ان یکون کل کلام فی الوجود کلامہ وھذا ما قالتہ الحلولیۃ من الجہمیۃ کصاحب الفصوص ابن عربی۔ قال ؎

وکل کلام فی الوجود کلامہ ٭ سواء علینا نثرہ ونظامہ

وایضاً قال فی موضع اخر وھکذا اطرد قول الحلولیۃ الاتحادیۃ کابن عربی فانہ قال ؎ وکل کلام فی الوجود الخ۔ اس مقام میں شیخ ابن تیمیہ رح نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شعر کو اس پر حمل کیا ہے کہ متکلم بمعنے خالق کلام کے ہے کما تقول المعتزلہ وغیرہ۔ کلا وحاشا حضرت شیخ قدس سرہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں۔ اور نہ حضرت شیخ فرقہ حلولیہ سے ہیں۔ کہاں وحدۃ الوجود اور کہاں حلول۔ کما لا یخفی علی الماہر۔ حضرت شیخ رض کے اشعار ذیل ہیں ؎

الا کل قول فی الوجود کلامہ ٭ سواء علینا نثرہ ونظامہ
یعم بہ اسماع کل مکوّن ٭ فمنہ الیہ بدءہ وختامہ
ولا سامع غیر الذی کان قائلا ٭ فمندرج فی الجمع منہ اکتتامہ
فتسترہ الفاظہا بحروفہا ٭ فما فیہ من ضوء فذاک ظلامہ
فما ظنکم بالنور منہ اذا بدا ٭ وقد ملأ الجو الفسیح غمامہ

اقول۔ یرید قدس سرہ بناء علی وحدۃ الوجود ان الکلام الازلی والامر الاحدی[1] یتمثل باقوالنا سواء کانت نظماً اونثراً وتارۃ بلسان العربی واخریٰ بلسان العبری وتارۃ بلسان السریانی فالمؤمن والکافر والمشرک وموسیٰ علیہ السلام کل یسمع کلام اللہ ولکن بین الاسماع بعد المشرقین فان لکل موطن حکماً لم یکن ولا یکون لغیرہ۔ فتمثلہ کتمثل جبرئیل علیہ السلام فی صورۃ دحیۃ۔ لو قلت ھذا جبرئیل او ھذا دحیۃ کان صادقاً لکن باعتبارین فانظر یا اخی کیف لم یتدنس رداء تقدس الحقیقۃ الملکوتیۃ

---

[1] یہ امر احدی اشاعرہ والا نہیں۔ فافہم ۱۲ منہ

Marfat.com

بلوث اللوازم البشریۃ فالکلام الالٰھی اعلیٰ والطف منھا

وھا دحیۃ وافی الامین نبینا ۔۔۔ بصورتہ فی بدء وحی النبوۃ

اجبریل قل لی کان دحیۃ اذبدا ۔۔۔ لمھدی الھدی فی صورۃ بشریۃ

وفی علمہ عن حاضریہ مزیۃ ۔۔۔ بماھیۃ المرئی من غیر مریۃ

یری ملکا یوحی الیہ وغیرہ ۔۔۔ یری رجلا یدعی الیہ بصحبۃ

ولی من اتم الرؤیتین اشارۃ ۔۔۔ تنزہ عن رای الحلول عقیدتی

وفی الذکر ذکر اللبس لیس بمنکر ۔۔۔ ولم اعد من علمی کتاب وسنۃ

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے کمالات کسی کے اثبات کے محتاج نہیں ہیں ۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب قال الامام السبکی رض کان الشیخ محی الدین آیۃ من آیات اللہ تعالیٰ وان الفضل فی زمانہ رمی بمقالیدہ الیہ وقال لا اعرف الا ایاہ انتھی ۔ ومن جملۃ ما قال الشیخ سراج الدین البلقینی فیہ حین سئل عنہ ایاکم والانکار علی شیء من کلام الشیخ محی الدین الی ان قال ثم جاء من بعدہ قوم عمی عن طریقہ فغلطوہ فی ذالک بل کفروہ بتلک العبارات ولم یکن عندھم معرفۃ باصطلاحہ الخ وقال ولقد کذب واللہ وافتریٰ من نسبہ الی القول بالحلول والاتحاد ولم ازل اتتبع کلامہ فی العقائد وغیرھا واکثر من النظر فی اسرار کلامہ ودوابطہ حتی تحققت بمعرفۃ ما ھو علیہ الحق ووافقت الجم الغفیر المعتقدین لہ من الخلق وحمدت اللہ عزوجل اذ لم اکتب فی دیوان الغافلین عن مقامہ الجاحدین لکراماتہ واحوالہ ۔ انتھی ۔ یہ گروہ صوفیہ صافیہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے خدائے عزوجل یاد آتا ہے اور جن کے پیش نظر ہر وقت گویا حق سبحانہٗ وتعالیٰ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اس گروہ پاک میں سے اب بھی وہ لوگ ملتے ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی حسب التفاوت مدینہ طیبہ سے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام رخصت ہوتے وقت یا کسی اور وقت میں ان انعامات سے ممتاز و مشرف فرماتے ہیں کہ لاعین رأت ولا اذن سمعت ۔ یہ گروہ مدینہ طیبہ کو علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

دوڑتے ہی رہے اور پیادہ پا و سر برہنہ دوڑتے ہی رہیں گے۔ بے سمجھ لوگ انہیں مشرک اور کافر بت پرست کہتے ہی رہے و لنعم ما قیل ؎

لومہ صبا للذی الحجر صبا　　بکمد دل علی حجر صبی
عاذلی عن صبوۃ عذ دبہ　　هی بی لا فتنت هی من بی

یہ لوگ ملک ہند وغیرہ میں اُس محبوب پاک رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے نرالے جمال کو سامنے رکھ کر مرتے دم بلکہ برزخ میں بھی کہیں گے ؎

لست انسی بالثنایا قولها　　کل من فی الحی اسری فی یدی

مشرکین مکہ کو باوجود انکار اُن کے صرف ظاہری طور اس حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جسمی میل جول قرب وجوار کرنے اور رہنے سے عذاب میں مہلت دیجاتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ تو صوفیہ کرام پر جن کی شان یہ ہے ؎

ہر چہ آید در دلم غیر تو نیست　　یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

کیسے رحم اور کرم نہ ہوگا۔ باز آیم بسر اصل مطلب۔ **قولہ** اور آپ اس قرآن مکتوب فی المصاحف اور مقروء و متلو علی الالسنۃ و مسموع بالاذان اور محفوظ فی الصدور کو حقیقۃ کلام اللہ قائم بذاتہ تعالیٰ قیام الصفۃ بالموصوف مانتے ہیں یا نہ۔ مجازاً قرآن کہتے ہیں۔ **اقول**۔ کلام اللہ اور قرآن حقیقۃً کہتے ہیں نہ مجازاً۔ رہا قیام الصفۃ بالموصوف سو وہ امر سے ملاحظہ فرمادیں۔ **قولہ**۔ اور کلام نفسی کی کیا حقیقت ہے۔ **اقول**۔ کسی حقیقت کا حقائق واقعیہ میں سے کماہی معلوم کرنا بھی متعذر ہے۔ کما صرحوا (نعم تنقیح الحقیقۃ عسیر اجدا) علماء اشاعرہ کلام نفسی کو اس طرح پر ذکر کرتے ہیں (صفۃ قائمۃ بذاتہ تعالیٰ قدیمۃ لیست من جنس الحروف والاصوات غیر منبعض و غیر متجزی) پوچھنا یہ چاہیئے تھا کہ کلام نفسی چونکہ متجزی نہیں تو امر و نہی خبر و انشاء وغیرہ کیسے ہو سکتا ہے۔ **قولہ** سراسر تردید کے تقادیر کے شقوق پر طائفہ ہے متکلمین کا۔ **اقول** نہیں بلکہ فلاسفہ وغیرہ بھی ہیں۔ **قولہ** اور اس کی حجت عقلیہ بھی بیان فرمادیں۔ **اقول**۔ حجت عقلیہ سب کی اجمالاً آپ مقدمات ذیل سے نفیاً و اثباتاً سمجھ لیویں۔ کلامہ تعالیٰ صفۃ لہ۔ وکل ما هو صفۃ لہ

Marfat.com

قدیم۔ کلامہ تعالیٰ مرکب من اجزاء مترتبۃ۔ وکل ما ھو کذلک فھو حادث لو قام بہ الحوادث لم یخل عنھا۔ وما لم یخل عنھا فھو حادث بالضرورۃ۔ او لا یجب حدوثہ بل یجوز قدمہ واجبا کان او ممکنا او یفرق بین الواجب تعالیٰ۔ والممکن فھی ثلثۃ اقوال احدھا قول طائفۃ من النظار وثانیھا قول الفلاسفۃ القائلین بقدم ما سوی اللہ وثالثھا قول ائمۃ اھل الملل۔ ان اللہ تعالیٰ خالق کل شئ۔ وکل ما سوی اللہ کائن بعد ان لم یکن مع دوام قادریۃ وانہ تعالیٰ لم یزل متکلماً اذا شاء بل لم یزل فاعلا افعالا تقوم بنفسہ۔ وانہ تعالیٰ تکلم بعد ان لم یکن متکلما وکلامہ حادث بہ فی ذاتہ۔ کما ان فعلہ حادث بہ فی ذاتہ بعد ان لم یکن متکلما ولا فاعلا۔ حدوث الحوادث بلا سبب حادث۔ وتسلسل الآثار والحوادث ودوام نوعھا اما فی المستقبل والماضی کلیھما او فی المستقبل فقط او لا فیھما۔ قولہ اور اخیر اپنا مذہب ومشرب کلام باریتعالیٰ کے بارہ میں ذکر کرکے اسپر برہان قائم کریں۔ **اقول**۔ میں چونکہ اہل حق صوفیہ کرامؒ خصوصاً سیدی وسندی وشیخی وشیخ الکل فی زمانہٖ حضرت خواجہ **محمد شمس الدین** صاحبؒ چشتی نظامی فخری سلیمانی قدست اسرارھم کا۔ اور حضرت جدی وشیخی فی القادریۃ پیر **فضل الدین** صاحبؒ الحسنی الگیلانی کا دامن گرفتہ ہوں۔ میرا مذہب آپ اہل حق کے کلمات ذیل سے معلوم کرسکتے ہیں۔

حضرت شیخ علی خواصؒ فرماتے ہیں۔ ایاک ان تؤول اخبار الصفات فان فی ذالک دسیسۃ من الشیطان لیفوت المؤمن من الایمان بعین ما انزل اللہ۔ قال تعالیٰ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ وھذا المؤول ما اٰمن حقیقۃ الا بما اوّلہ بعقلہ ففاتہ الایمان بعین ما انزل اللہ تعالیٰ فلیتامل۔ انتہی۔

استاذ ابو اسحاق اسفرائینیؒ فرماتے ہیں۔ توحید کے بارہ میں متکلمین کا سب ذخیرہ اہل حق نے صرف دو کلمہ میں جمع کردیا ہے۔ **الاولیٰ** اعتقاد ان کلما تصور فی الاوھام فاللہ بخلافہ یعنی ہمارے خیال اور قیاس اور گمان و وہم سے برتر ہے۔ **الثانیۃ** اعتقاد ان ذاتہ تعالیٰ

ليست مشبهة بذات ولا معطلة عن الصفات وقد اكد ذالك تعالى بقوله
وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ه انتهى - وقال الشيخ الاكبر رضى الله تعالى عنه مدار صحة
العقائد على حصول الجزم بها حتى ان من اخذ ايمانه تقليدا جزما للشارع
كان اعصم واوثق ممن يأخذ ايمانه عن الادلة وذالك لما يتطرق اليها
اذا كان حاذقا فاطنا من الحيرة والدخيل فى ادلته وايراد الشبه عليها فلا
يثبت له قدم ولا ساق يعتمد عليها فيخاف عليه الهلاك وقال ايضاً وتأمل
كلام العقلاء تجدهم اذا نظروا واستوفوا فى نظرهم الاستدلال وعثروا على
وجه الدليل اعطاهم ذلك الامر العلم بالمدلول ثم تراهم فى زمان
اخر يقوم لهم خصم من طائفة كمعتزلى او اشعرى بامر اخر يناقض دليلهم
الذى كانوا يقطعون به ويقدح فيه فيرون ان ذالك الاول كان خطأ و
انهم ما استوفوا اركان دليلهم وانهم خلوا بالميزان فى ذالك واين هذا ممن
هو فى علمه على بصيرة بتقليده الجازم الشارع فانه كضروريات العقول
لا تردد فيه اذ البصيرة للعلماء بالله كالضروريات للعقول بخلاف كل ما نتج
من العقل فانه مدخول يقبل الشبه والتردد - ومن ههنا كان دليل
الاشعرى يورث شبهة عند المعتزلى ودليل المعتزلى يورث شبهة عند
الاشعرى - وقال ايضاً واعلم ان اهل النظر لا يعدون فى مواطن وجوب العلم
ان التقليد لمعصوم فيما اخبر به ملحق بالعلم واقوى من علوم النظر كما يدل
عليه قبول شهادتنا على الامم السالفة ان انبياءها بلغوها دعوة الحق تعالى ونحن
ما كنا فى زمان تبليغهم وانما صدقنا الله عز وجل فيما اخبرنا به فى كتابه
عن نوح وعاد وثمود وفرعون وغيرهم ولا يقبل ذالك يوم القيامة الا ممن
كان على يقين من امره - انتهى - وقال ايضاً من شرط وجوب الاعتقاد فى امر من
الامور وجود نص متواتر فيه او كشف محقق ومن كان عنده الخبر الواحد الصحيح
يكفى فليحكم به ولكن فيما يكون متعلقا باحكام الدنيا فان تعلق حكمه بالآخرة

فلا ینبغی ان یجعله فی عقیدته علی التعیین ولیقل ان کان هذا صحیحا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی نفس الامر کما وصل الی فانا مؤمن به ولکل ما صح عن الله تبارک وتعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم مما علمت اولم اعلم فلا یصح ان یکون فی العقائد الا ما صح عن طریق القطع اما بالتواتر واما بالدلیل العقلی مالم یعارضه نص متواتر لا یمکن الجمع بینهما وهناک یعتقد النص ویترک دلیل العقل ویجب علی المؤمن ان یداوم علیه لکن من حیث ما هو علم لا من حیث ما هو اعتقاد فقد یکون الامر الوارد علی غیر الصورة التی یعطیها مقام الایمان۔ انتہی۔ پس ہمارے لئے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ وَکَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا۔ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ وامثال ذلک۔ کلام الٰہی سے بس ہیں۔ جس سے یقیناً معلوم ہو سکتا ہے کہ القرآن کلامُ الٰہیؒ اور مقالات صحابہ کرام سے القرآن کلام الٰہی غیر مخلوق۔

سوال اوّل

قولہ۔ قاموس اللغۃ میں کہا۔ وقول الجوہری علقوہ بذنابی البقر غلط والصواب اذناب وفی البیت الذی استشہد بہ تسعۃ اغلاط انتہی۔ پس آپ اے فاضل صاحب وجہ غلط ذنابی کی بھی بیان کریں اور وہ بیت اور اغلاط تسعہ اس بیت کے مدلل بقواعد عربیہ بیان فرما دیں۔

الجواب وھو الملہم للصواب
دحر القداح عن صاحب الصحاح

اقول۔ وجہ غلطی ذنابی بزعم صاحب قاموس یہ ہے کہ ذنابی مثل ذنب کے واحد ہے اور البقر مضاف الیہ اسکا اسم جنس جمعی جسکے مفرد اور اُسکے مابین فارق تا ہے۔ لہٰذا مضاف اس کا اذناب بصیغہ جمع ہونا چاہئے تھا۔ پس میں کہتا ہوں پہلے آپ نے نقل میں غلطی کی کیونکہ صاحب قاموس کے ذمہ (والصواب اذناب) لگایا حالانکہ قاموس میں (والصواب باذناب)

Marfat.com

ہے۔ قاموس کو غور سے ملاحظہ فرمایئے پھر[2] ابوسہل ہروی اور ابو ذکریا اور باتباع ان دونوں کے صاحب قاموس نے اس تغلیط میں غلطی کی کیونکہ جوہری نے غایۃ ما فی الباب جمع سے تعبیر بالواحد کی ہے اور یہ کوئی ناجائز نہیں۔ دیکھو آیت کریمہ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ میں ادبار سے تعبیر ساتھ دُبُر کے واقع ہے۔ ایسا ہی قولہ تعالیٰ هٰٓؤُلَآءِ ضَیْفِیْ اور قولہ تعالیٰ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا میں قال العلامۃ السیوطی ناقلا عن ابن فارس ومن سنن العرب ذکر الواحد والمراد الجمع لقولهم للجماعة ضيف وعدو وقال تعالى هؤلاء ضيفي وقال ثم يخرجكم طفلا. فالغلط في تغليطهم جهلهم بصيغة ذلك وزعمهم انه خطاء۔ پھر[3] صاحب قاموس کا جوہری کے ذمہ علقوہ لگانا بالکل غلط ہے جوہری اتنا بڑا بلیغ ہو کر استمرار تجددی کے مقام میں علقوہ سے برخلاف مراد کیسے تعبیر کر سکتا ہے۔ بلکہ جوہری کی عبارت یہ ہے یعلقون شیئا من هذا الشجر ومن العشر باذناب البقر الخ۔ اس مقام پر صحاح جوہری کو غور سے دیکھو۔ اور نیز ذنابی البقر کا انتساب جوہری کی طرف جیسا کہ صاحب قاموس سے واقع ہوا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں بلکہ جوہری کی عبارت باذناب البقر ہے صحاح ملاحظہ ہو۔ ہاں نسخہ محرفہ میں اگر صاحب قاموس نے دیکھا ہو تو جوہری کی خطا نہیں بلکہ محرفین کی ہوگی۔ قال صاحب الوشاح بعد نقل عبارة القاموس المذكورة في السوال۔ قلت۔ الجواب عنه كالذي قبله بناء على نسخة سقيمة۔

اور مستشہد بہ دراصل وداک طائی کے اشعار میں سے ایک مشہور بیت ہے جس کے ساتھ اعلام اللغۃ والنحو نے استدلال پکڑا ہے اور اسکے اغلاط تسعہ پر بھی تنبیہ کی ہے یہ بیت معہ تسعہ اغلاط صرف سائل صاحب کو ہی بے نشان نظر آیا ہے جب جوہری نے صحاح میں اس بیت کے ساتھ استشہاد پکڑا تو کیا پھر صحاح کے دیکھنے سے یہ بیت معلوم نہیں ہو سکتا ہے

لا ادد رجال خاب سعیهم ۔۔۔ یستمطرون لدی الازمات بالعشر

اجاعل انت بیقورا مسلعۃ ۔۔۔ ذریعۃ لک بین اللہ والمطر

Marfat.com

اغلاط[1] تسعہ بیت مستشہد بہ کے یہ ہیں (۱) اجاعل انت الخ میں التفات ہے غیبوبت سے خطاب کی طرف مع الاختلاف فی الجمعیۃ والافراد یعنی پہلے بیت میں (رجال) یا (اناس) ہے اور دوسرے میں (انت) پس شرط التفات کی مفقود ہے لما تقرر ان شرط الالتفات الاتحاد (۲) پہلے بیت میں جاعلین اور محکی عنہم زمانہ جاہلیت کے عرب ہیں اور یہاں پر انکار صرف ایک ہی پر کیا گیا ہے۔ فالتخصیص خطاء ثان (۳) تیسری خطا بوجہ ادخال ہمزہ کے ہے غیر محل انکار پر یعنی (جاعل) اور چاہیئے تھا (مسلعۃ) پر جو محل انکار ہے۔ کما فی التنزیل (أَفَغَيْرَ اللهِ أَبْتَغِي حَكَمًا) (۴) چوتھی خطا تقدیم مسند کی ہے بلا سبب یوں چاہیئے تھا۔ ع۔ امسلعۃ تجعل ذریعۃ۔ (۵) تنکیر (جاعل) کی مع تقدم العہد۔ کیونکہ یہاں پر مراد جاعل سے وہ رجال اور اناس ہیں جو پہلے بیت میں ذکر کئے گئے ہیں۔ یوں چاہیئے تھا امسلعۃ انتم الجاعلون (۶) بیقور کی توصیف مسلعہ کے ساتھ صحیح نہیں علی مافی الرضی۔ ان اسم الجمع ان کان مختصا بجمع المذکر کالرھط والنفر بمعنی الرجال فیعطی حکم المذکر فی التذکیر فیقال تسعۃ رھط ولایقال تسع رھط کما یقال تسعۃ رجال ولا یقال تسع رجال وان کان مؤنثا فیعطی حکم جمع الاناث نحو ثلاث مخاض لانہا بمعنی حوامل النوق وان احتملھما کالخیل والابل والغنم لانہا تقع علی الذکور والاناث فان نصصت علی احد المحتملین فان الاعتبار بذلک النص۔ انتہی۔ محصلہ فی بحث العدد۔ پس یہاں پر (بیقور) اسم جمع بحسب نص قاموس واقع علی الذکور ہے۔ (کانوا یعلقون السلع علی الثیران) لہذا وصف البیقور بالمسلعۃ صحیح نہ ٹھہری (۷) مسلعۃ صفۃ جاریۃ علی الموصوف (بیقورا) صحیح نہیں کیونکہ بحسب تصریح صاحب صحاح (مسلعۃ اسم للبقرۃ التی یعلق علیہا السلع) صفۃ محضہ نہیں حیث قال ومنہ المسلعۃ الخ ولم یقل ومنہ البقرۃ المسلعۃ وقال السیوطی ناقلا عن ائمۃ اللغۃ ان المسلعۃ ثیران وحشن علق فیہا

---

[1] چونکہ یہ ہیچ عفی عنہ ربہ اغلاط تسعہ کے تنبیہ میں مخاطب بنایا گیا ہے لہذا ان کو علاوہ مصرحات علامہ عصر شیخ عبدالقادر ابن عمر کے بحول اللہ وقوتہ بیان کرتا ہے اگر فیما بین توافق بھی ہوا تو اتفاقی سمجھیں نہ قصدی۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

السلع وحینئذ فلا یجری علی موصوف کما ان لفظ الرکب اسم لرکبان الابل مشتق من الرکوب ولم یستعمل جاریا علی موصوف فلا یقال جاءنی رجال رکب بل جاءنی رکب (۸) ذریعہ بمعنے وسیلہ کا صلہ بحسب تصریح کتب لغت (الی) ہونا چاہئیے. اور (لک) میں لام کو تعدیہ میں دخل نہیں بلکہ اختصاص کے لئے ہے کما یقال ارسلت ھذا الشئ تحفۃ لک (۹) بین اللہ والمطر صحیح نہیں۔ یوں ہونا چاہئیے بینک وبین اللہ لاجل المطر۔ اغلاط اس بیت کے تسعہ سے بھی زیادہ ہیں مثلاً (۱۰) والالتفات من غیر نکتۃ معتد بہا (۱۱) فقد ان الشرط لعمل اسم الفاعل لکون الاستفہام توبیخیاً لا ابطالیاً (۱۲) البیان غیر تام۔ بحولہ وقوتہ اور بھی بیان کر سکتا ہوں۔ مگر نمونہ کے لئے یہی کافی ہیں۔

اب میں کہتا ہوں بحول اللہ وقوتہ انکا دفعیہ بلکہ کل تغلیطات صاحب قاموس کا دفعیہ بھی ہوسکتا ہے جنکی تعداد تقریباً ۷۰ اسکے ہے۔ اللھم صل وسلم وبارک علی المظھر الاتم لاسمک الاعظم والہ وصحبہ۔

سوال دوم

عویصہ ابن الکمال فی اعلال لا تخشون

اصل لا تخشون لا تخشیون۔ فصار الحی میتا بقلب الذات بالاعتبار لا بالحقیقۃ فتولدت منہ قضیۃ کان موضعہا متصفا فی الحقیقۃ بعنوان المحمول فی الفرع سنناً لا عقلاً ولا برھاناً فاضطرب الحال فیما یفید المرام بما یخالف الطبع لا بالامتناع وان کان بحسب الظاھر دون الطبع مفھوما من کلام البعض فدفع بنقصان الناقص دون ما یلیہ اذ اقتضاء العدم الوجود مبرھن والنائب کالاصل او محمول الثانیۃ مفید برفع الموضوع فی الاولی ولا ینقض البرھان علی انہ لو روعی العکس لھدم اصلان فی بعض فبقی ما بقی۔ ثم بالحاق ما یؤذی عروض المتولد رفع الاضطراب علی عکس المذکور اولا اشد منہ والرعایۃ علی ھذا مع عدم المخالفۃ واھدم توجب عدم الکلیۃ مع ان فی الجواز اعتبار الذات وقول الائمۃ حجۃ لاقوالھم ووجہ

التخصیص متولد من المتولد فانقلب الامر الی ما ادعیتهٗ فرعا فتدبر
ان کنت ذکیا۔

الجواب وهو الملهم للصواب

منحة ذی الجلال

علی

عویصة ابن الکمال

قوله۔ اصل لاتخشون لاتخشیون **اقول**۔ الاولی ان یقول لاتخشوا صله لاتخشیو لایهامه خلاف المراد نظراً الی قوله الآتی ثم بالحاق ما یؤدی عرض المتولد **قوله** فصار الحی ای الیاء المتحرکة میتا ای الفا ساکنة بقلب الذات بالاعتبار لا بالحقیقة لکونه عبارة عن رفع حرف ووضع آخر مکانه لا من باب تحجر الطین فتولدت منه قضیة بل قضیتان الا ان الثانیة لعدم الاعتناء بها لاجل بداهتها اسقطت کان موضوعها متصفا فی الحقیقة بعنوان المحمول فی الفرع سمعنا لا عقلا ولا برهانا فان امتناع الالتقاء امر عادیٌ للعرب لا عقلی اقیم علیه البرهان من جهته بل لم یقم الی الآن برهان علی استحالة الابتداء بالساکن فی جمیع الالسنة فانهم یقولون بوقوعه فی لسان سنسکرت والانجلیزیة والافغانی والعرب والعجم یتعذر منهم اداء لهجتهم فاضطرب الحال فیما یفید المرام بما یخالف الطبع ای فی افادة المرام بمخالفة الطبع لا بالامتناع ای العقلی وان کان بحسب الظاهر دون الطبع مفهوما من کلام البعض ای وان کان العقلی مفهوما من کلام الرضی فدفع بنقصان الناقص لما یجیٔ ولان الاحتجاب والاختفاء من شیوناته فی المظاهر الحرفیة ولهذا لا یسمی بالاسم المشهور عند بعض المحققین من اهل الکشف والشهود رضی الله تعالی عنه دون ما یلیه اذ اقتضاء العدم الوجود مبرهن والنائب کالاصل۔ ای لان کون ما بقی دلیلا علی ما القی انما یوجد فی

Marfat.com

نقصان الناقص دون ما یلیه او محمول الثانیة مقید برفع الموضوع فی الاولی
فالتغیر مناسب بمحل ما غیر ورفع اولا دالصحیح ان یقال او محمول المسقطة
مقید برفع الموضوع فی الاولی لعدم التقیید المذکور فی الثانیة عند ابن
الکمال ولاینتقض البرھان ای ولیس نقصان ما یلیه مبرھناً علیه حتی
یراعی حق الرعایة علی انه لوروعی العکس لھدم اصلان فی بعض ای لفنی
اللفظ بالکلیة فی نظائر ما نحن فیه دون امثال لاتضربن فبقی ما بقی ای لا تحشو
ثم بالحاق ما یؤدی عروض المتولد رفع الاضطراب علی عکس المذکور ای
لانقصان الناقص بل یحرکه باشد الحرکات والرعایة علی ھذا مع عدم
المخالفة ای ھکذا سمع من الائمة مع موافقته وتماثله لحرکات ما قبل الملحق
فی جمیع الابواب مثل لاتضربُنّ ولاتغزنّ ولاترمُنّ والھدم توجب عدم
الکلیة کما اشرنا الآن تحت قوله لوروعی العکس الخ مع ان فی الجواز اعتبار الذات
بل الذات والملائم معاً دون عدمه وقول الائمة حجة لاقولھم ای ائمة
القراءة حجة لاقول الصرفیین فانھم جوزوا علی سبیل المرجوحیة کسرة
ما قبل الملحق الضم ولایرد ما روی فی قراءة اشتروا الضلالة بالفتح لشذوذھا
ووجه التخصیص متولد من المتولد ای مستفاد من المتولد کما مر
فانقلب الامر الی ما او عبنه فرعا ای لاتخشون فتدبران کنت ذکیا وارحم
علی آثارک خاسراً ان کنت غبیا ولعلک دریت ما کتبنا علی ھامش العویصة
ان فی المنقول مساحة وخطأ واحد الضم وفی النقل اربعة اغلاط منقول میں ایک مسامحہ
اور ایک غلطی ہے اور نقل میں چار غلطیاں۔ ابن کمال کی جانب سے جواب اور تصحیح
نقل بذمہ ناقل ہے۔ ودونه خرط القتاد

سوال سوئم

ہم آپکی خدمت میں امام رشید الدین ابو حفص عمر بن اسمٰعیل بن مسعود الفارقی
کے لغز منظوم پیش کرتے ہیں۔ آپ ضرور حل فرمادیں گے اور وہ یہ ہے

Marfat.com

ما اسم ثلاثي الحروف فثلثه … مثل له والثلث ضعف جميعه
والثلث الآخر جوهر حلت به … الاعراض جمعا فاعجبوا البديعه
وهو المثلث جذره مثل له … واذا بربع بان في تربيعه
جزء من الفلك العلي وانما … باقيه خوف او امان مروعه
حي جماد ساكن متحرك … ان كنت ذا نظر الى تنويعه
ونراه مع خمسيه علة كونه … معلوله سر ابغيلر بديعه
وبغير خمسيه جميع النحو مو … جود ومحمول على موضوعه
وبحاله فعل مضى مستقبلا … حمل تت صناعه لحمل صنيعه
قيد لمطلقه خصوص عمومه … زيد لمفرده على مجموعه
شئ مقيم في الرحيل وممكن … كالمستحيل بطيئه كسريعه
واسم ما في الشرع والدين اسمه … ومضافه باصوله وفروعه
ودقيق معناه الجليل مناسب … علم الخليل وليس من تقطيعه
واذا عروضي تطلب حله … الفاه في المفروق او مجموعه
واذا اترصعه بدر فريدة … عقد ايزين الدرر في توسيعه
للمنطقي وللحكيم نتاجه … وعلاجه بدء هايه ورجوعه
وله شعارا شعرى واعتقا … د حنبلي فاعجبوا لوقوعه
وتمامه في قول شاعر كندة … ما حافظ للعهد مثل مضيعه
يرديك في ظمأ نداى بوروده … ويريك في ظلم هدى بطلوعه
ولقد حللت للغزا جمالا وفي … تفصيله تفصيل روض ربيعه
فاستجل بكرا من ولي بالحلى … تهدى لكفو الفضل بين ربوعه

الجواب وهو الملهم للصواب

الرمز في اللغز

قوله ـ ما اسم ثلاثي الحروف فثلثه + مثل له والثلث ضعف جميعه الخ اعلم انه

یجب علی طالب الحل ان یعلم اولا انواع الاعداد والاصول العشرة لکل اسم والوجود اللفظی والرقمی والذهنی والعینی له فان بعض الاحکام فی هذا اللغز مبنی علی بعض الانواع والاصول والوجود دون بعض والبعض بعضها ایدور فلکها علی بسائط الاسم والبعض الآخر علی الاسم والبعض علی المسمی - انواع الاعداد -

(۱) عدد اوسط الجدی [۱] (۲) عدد الاسرار من الالف الی النون علی الترتیب المشهور ومن (س) علی خلافه - س ع ف ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ (۳) عدد المختار من الثمانیة الی اربعة عشر فی دور واحد ثم من التسعة الی اربعة عشر فی الدور الثانی ثم من عشرة الی اربعة عشر فی الدور الثالث ثم من احد عشر الی اربعة عشر فی الدور الرابع ثم من اثنی عشر الی اربعة عشر فی الدور الخامس ثم من ثلثة عشر الی اربعة عشر فی الدور السادس ثم یتم علی اربعة عشر للغین (۴) مثلثات الاعداد لحروف الطبائع الاربعة (۵) اعداد فواصل الدور - (۶) اعداد ابیسیه (۷) اعداد شعیویه (۸) مثلثه الابجدی (۹) عکس الابجدی (۱۰) عدد اکملی اعنی ابتثی (۱۱) اعداد تحزونه (۱۲) اعداد زوجیه من الاثنین الی ثمانیة وخمسین (۱۳) احسب الاعداد (۱۴) مثلثات الابجدی اعنی ایقغی من الواحد والاثنین الی العشرة (۱۵) ایقغی من الواحد والمائة والالف. (۱۶) اعداد الاخیار اعنی یوشعی (۱۷) اعداد شیثی (۱۸) اعداد غایة الامانی اعنی عکس الایقغ (۱۹) اعداد موسویه (۲۰) اعداد آصفیه (۲۱) دانیالی (۲۲) اعداد المرتبة (۲۳) اعداد مثلثة الوسطی ومثلثة الاقل مبین (۲۴) مثلثة العشرات (۲۵) مثلثة المآت (۲۶) مثلثة الالوف (۲۷) اعداد عکس اهطمی (۲۸) اعداد الصوامت وعدد اصم (۲۹) عدد نواطق.

الاصول العشرة - لقب کنیت - اسم فاتحه واسطه خاتمه نتیجه اولی نتیجه ثانیه نتیجه ثالثه مجمع الاصول - ولکل من العشرة بسیط مجموعی وکبیری وصغیری - فثلث الاسم

---

[۱] واحد الی ثمانیة وعشرین ۱۲ منه

Marfat.com

المرموز مثل له بحسب بعض الاعداد و الثلث الآخر ضعف الجميع بحسب بعض آخر
هكذا جذره مثل له والثلث الآخر الحروف كلها تعينات عارضة له فهو جوهر
معروض لها هذا بحسب الوجود اللفظي واما العيني فكما صرح الشيخ الاكبر قدس سره
حيث قال فالثلث الاول هيئة بحسب الجنس لبعيد والثلث الثاني روحه
بحسب الجنس القريب والثلث الآخر به صار نوعاً وجعل الباقي له اعيانا۔ انتهى
بادنى تغير فافهم ان كنت من جهرة الفن۔ واعلم ايضاً ان من المثلث الى المتسع
كلواحد منسوب الى الدراري السبعة فالمثلث الى زحل والمربع الى المشتري
هكذا الى ان المتسع الى القمر فتدبر في اللغز حيث قال بان في تربيعه جزء من افلاك
العلى وايضاً ان الفلك الكلي مركب من الافلاك الجزئية من الممثل والمائل والجوزهر
والمدير وخارج المركز والحامل والتدوير۔ ففلك القمر مركب من المائل والحامل
والتدوير والجوزهر المحيط للثلثة الاول وفلك العطارد مركب ايضاً من اربعة
الممثل والمدير والحامل والتدوير وفلك الشمس مركب من فلكين الممثل وخارج
المركز وليس له تدوير بل هي مركوزة في ثخن خارج المركز موضع التدوير
فلك الزهرة والمريخ والمشتري والزحل مركب كلواحد منها من ثلثة افلاك
الممثل والحامل والتدوير وكل واحدة من السبعة السيارة سوى الشمس
مركوز في ناحية تدويره وهو في ثخن الحامل۔ مثلاً شكل فلك القمر

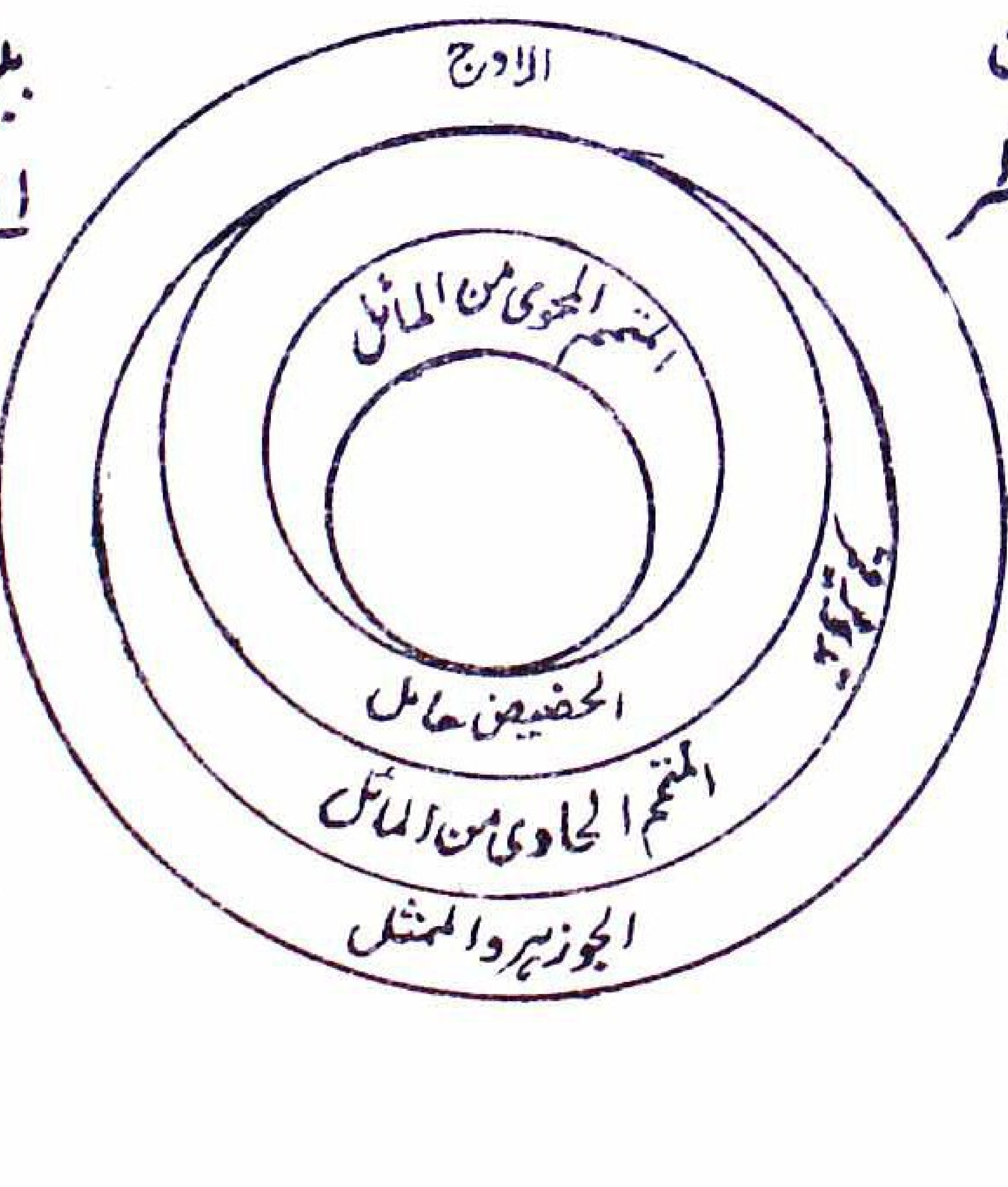

والتربيع هو التفاوت
بين القمر وكوكب آخر مقدار اربعة
بروج مثلاً القمر في الحمل ينظر
الى الزهرة في السرطان او يكون
القمر في الجوزا والزهرة في
الحوت وهذا النظر دليل العداوة
كما ان مقابلة دليل الامان
والمحبة والالفة فافهم يا اخي
معنى قوله في اللغز
وانما بافيه خوف
او امان هروعه
ولنعم ما قيل

Marfat.com

منازل الالفة مالوفه ⁘ وهي بهذا النعت معروفه ⁘ فقل لمن عرس فيها اقم فانها لا من محفوفه ⁘ وهي على الاثنين موقوفه ⁘ وعن عذاب الوتر مصروفه

واعلم ان هذا المنزل اعنى منزل الرموز يحتوى على منازل منها منزل الفقد والوحدان ومنزل القهر والخسف قال الشيخ رضى الله عنه فى هذا المنزل وهو فى تونس فى صلوة خلف امام وقعت منى صيحة ما لى بها من علم انها وقعت منى غير انه ما بقى احد ممن سمعها الا سقط مغيشيا عليه الى ان قال وكنت اول من افاق فما رأيت احدا الا صاعقا فبعد حين افاقوا فقلت ما شأنكم فقالوا انت ما شأنك لقد صحت صيحة اثرت ما ترى فى الجماعة اى المصلين ونساء الجيران سقطت بعضهن من السطوح فقلت والله ما عندى خبر انى صحت۔ انتهى۔ فتفكر ايها الطالب فى قوله حى جماد ساكن متحرك۔ وليعلم ان هذا الاسم له ثلثة احرف اوله حرف بسائطه كثيرة عليها بدور فلك بعض الاحكام وطبعه الامهات الاول آخره حار يابس وراسه بارد رطب عنصره الماء والنار يوجد عنه الانسان والعنقاء له الاحوال حركة ممتزجة۔ ممتزج موانس منتنى۔ علامته مشتركة وله من الاسماء على مراتبها كل اسم فى اوله حرف من حروف بسائطه سه

فاعلم بان وجود الكون فى فلك ⁘ وفى تواجده فى جوهر البشر

ولما كانت التسعة قد ظهرت فى حقيقة هذه الثلثة ظهرت عنه المعدودات التسعة فظهر به عين المعدود والعدد كما قال فى اللغز۔ وتراه مع خمسيه علة كونه معلوله سر ايغاير بعيه ⁘ ويغاير خمسيه جميع النحو موجود ومحمول على موضوعه فانه لما تالفت اعيان الحروف ظهرت الحياة الحسية فى المعانى كما يشهد به الكشف الصحيح فتولدت المعانى المقتضية للاعراب ولما ذكرنا عليك سابقا (له الاحوال) ظهر لك رجاله فعل مضى مستقبلا ۔ وقوله (فيه المطلقة خصوص عموم) محله ما بعد قوله (للمنطقى وللحكيم نتاجه) وقوله (زيد لمفرده على مجموعه) مبنى على مراتب الاعداد المختلفة بحسب الوسيط الاكبر والكبيرى والصغيرى

Marfat.com

كما قال بعض المحققين وانه موجود مابين المحيط والنقطة وان الاقرب من المحيط اوسع من الذى فى جوفه وما انحط من العناصر نزل من هذه الدرجة حتى الى كرة الارض و كل جزء من كل محيط يقابل ما فوقه وما تحته بذاته لا يزيد واحد على الآخر بشئ وان اتسع الواحد وضاق الآخر والكل ينظر الى النقطة والنقطة على صغرها تنظر الى كل جزء من المحيط بما بذاتها فالمختصر المحيط والمختصر منه النقطة و بالعكس وكان ابتداء الدائرة وجود العقل الاول وانتهت الى النوع الانسانى فكملت الدائرة واتصل الانسان بالعقل كما يتصل آخر الدائرة باولها واقام سبحانه هذه الصورة الانسانية كصورة العمد الذى للخيمة فهو سبحانه يمسك قبة السموات ان تزول بسببه فاذا فنيت هذه الصورة ولم يبق منها على وجه الارض احد سقطت السموات وخربت وانشقت وهى يومئذ واهية ساقطة بزوال العمد الذى هو الانسان فهو الخليفة حقا والعين المقصودة من العالم ومحل ظهور الاسماء الالهية وهو الجامع لحقائق العالم كله مع صغره من ملك وفلك وروح وجسم وطبيعة وجماد ونبات وحيوان غيران الله تعالى ابتلاه ببلاء ما ابتلى به احد من خلقه امالان يسعده او يشقيه اى خلق فيه قوة تسمى الفكر وجعلها خادمة لقوة اخرى تسمى العقل ثم ان الله كلف هذا العقل معرفته ليرجع اليه فيها لا الى غيره فيرى ان العلم بالله لا سبيل اليه الا بتعريف الله فلم يفهم هذا الفهم الا عقول خاصة الله من انبيائه واوليائه فتفكروا بل بافكارهم قالوا بلى حين قال لهم اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فى قبضة الذرمن ظهر آدم او بعناية الله لا والله بل بعناية الله و لما رجعوا الى الاخذ عن قواهم المفكرة لم يجتمعوا قط على حكم واحد فذهب كل طائفة الى مذهب و كثرت المقالة هذه للاشاعرة وهذه للماتريدية مثلا لكنهم شكر الله سعيهم فعلوا هذا ارداعا للخصوم لا لتحصيل ايمانهم واذعانهم فان المؤمن لا سبيل له فى حصوله الا التعريف الالهى كما ذكرنا سابقا او نص قطعى سمعى و لعلك تفطنت مما ذكرنا عليك معنى ـــ

شئ مقیم فی الرحیل وممکن — کالمستحیل بطیئة کسریعه
واهم ما فی الشرع والدین اسمه — ومضافه باصوله وفروعه
ودقیق معناه الجلیل مناسب — علم الجلیل ولیس من تقطیعه

لعدم کون حروف هذا الاسم حروف الوزن الخلیلی لکن العروضی یجده فی المفروق فقوله. الفاء فی المفروق او مجموعه تخلیطا او رعایة ضرورة الشعر

واذ توضعه بدر فریدة — عقد یزین الدر فی توضعه
للمنطقی والحکیم نتاجه — وعلاجه بذهابه ورجوعه

فان نتاج المنطقی موقوف علی ذهاب الحد الاوسط والحکیم علاجه برجوعه فانه یقتضی وجود المعالج. وله شعار اشعری واعتقاد حنبلی فاعجبوا الوقوعه. لما سمعت قبیل هذا والحاصل ان الناقد اللبیب بعد تامله فیما حررنا یفوز بالمرام فان الرمز حل للغز اجمالا ولا یزید حله تفصیلا وان اردت توضیحه حق الوضاحة فبعد رعایة الاصول التی تلونا علیک تفکر فی هذین البیتین

وتمامه فی قول شاعر کندة — ما حافظ للعهد مثل مضیعه
یرویک فی ظما اندی بورودکا — ویریک فی ظلم هدی بطلوعه

تجد بساط صراحة وان کان علی اللف والنشر المشوش وبعد الحل

فاستجل بکرا من ولی بالحلی — تهدی لکفو افضل بدیع رجوعه

تم الرمز المکتوم علی اللغز المنظوم. وفوق کل ذی علم علیم

الا ان الرموز دلیل صدق — علی المعنی المغیب فی الفواد
وان العالمین لهم رموز — والغاز لیدعی بالعباد
ولولا اللغز کان القول کفرا — وادی العالمین الی العناد
فهم بالرمز قد حسبوا فقالوا — باهراق الدماء و بالفساد
فکیف بنا لوان الامر یبدو — بلا ستر یکون له استنادی

لقام بناء الشفاء هُنا يقيناً — وعند البعث فی یوم التنادی
ولکن الغفورا قام ستراً — لیسعدنا علی زعم الاعادی

فایها السائل لساطر تعال الی والتصق ردائك وعقرطك بالجبوب والصلة وخذا لمزبر والمصطر بشنا ترك وباخمك واجعل خدورنيك وجمنتيك الی قبهلی واتعیا نی حتی لا انغی نغیة ولا انبس نبسة الا اودعتها ودعنیها بجمالة جلجلانك ونمطة رباطك حتی تدری ما الرموز وابش اللغز والحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی خاتم النبیین واله وصحبه اجمعین ط

سوال چہارم

قال صاحب الوقایة من الحنفیة فی بحث البیع. البیع ینعقد بایجاب وقبول بلفظی ماض۔ اس پر علامہ فناری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا. دل به علیه دون بما تانف مع زائد منه للتحویل لی مشکوك ومصادفة العدة لا التنجیز. هذا ما قالوه وتعریف المختار انیه مما امتنع عنه فیه للتحدید لسبق الزمان المفید التغیر الی الآن وتمه تقیید احدٰ لمن نولین بالبنات وهو ضدہ مما لم یعتبر فی معناه فلم یکن تغییر کتغییره بل لسبب فیه انه لودل بالتردد لا فضی الی المنازعة فیما اذا انشاءا بالنیله او العدة واما ههنا فالسوال معین صارف. انتہی۔

الجواب وهو الملهم للصواب

فتح الباری فی حاشیة فناری

قوله. البیع ینعقد بایجاب وقبول بلفظی ماض. اس پر علامہ فناری لکھتے ہیں دل به علیه ای بالماضی دون بما تالف مع زائد منه ای المضارع للتحویل الی مشکوك لاحتماله الامرین ومصادفة العدة لا التنجیز هذا ما قالوه فان الوعد یصادم التنجیز فللتجاوز الی المضارع منافاتان احدهما التحویل الی مشکوك مع ان

Marfat.com

المطلوب ثبت والثانی مصادفة الوعد وتحریف المختار ازید مما امتنع عنه فیه
ابطال لما قالوه لاجل ان المنافاة للمقصود ازید فی الماضی مما امتنع عنه ای من
المضارع للتحدید بسبق الزمان المفید بالتغییر الی الآن یرید ان التحدید
الی الآن معتبر فی مدلول المختار وهو مناف للمراد وثمه تقیید احد المدلولین
بالبتات وهو ضده مما لم یعتبر فی معناه فلم یکن تغییر اکتغییره ای وفی غیر
المختار تقیید بالبتات وهو وان کان ضده ایضاً لکنه غیر معتبر فی معناه فلم
یکن تغییر اکتغییره فان المعتبر فی المفهوم مؤثر قوی فالتغییر الحاصل به ایضاً
زائد بل السبب فیه انه لو دل بالتردد ای بغیر المختار المفید للتردد لافضی الی
المنازعة فیما اذا نتناجا بالنیلة او العدة فیقول احدهما[1] عقدت البیع بقولی
ابیع واشتری ویقول الآخر انما کان الوعد لا التنجیز والعقد واما ههنا فالسوال
معین صارف ای سوال احدهما بقوله بعنی مثلاً بعین المراد ای النیلة والعقد
لزوال المحتمل الآخر ای الاخبار عن الحد ودفا السوال معین صارف وثمه السوال لاینافی
المحتمل کلیهما وانت تعلم ان المنافاة باحد المحتملین ای الوعد بل ہی فی غیر
المختار ایضاً والمزیل موجود فی کلیهما فالوجه ان مدلول الماضی انسب بمراد
العاقدین من المضارع وان کان النقل فی کلیهما مزیلاً لما ینافی المراد فالحق
ما قالوه لا ما قال العلامة الفناری ولعلک دریت ان فی المنقول وهما کما ان فی النقل
اربعة اغلاط والتصحیح علی الناقل والمنقول الذی بعدنا تامل فیما ذکر لا یحتاج الی
تصحیحه فهذا ایضاً ینادی باعلی نداء علی ان السائل ما فهم مراد العلامة
ومدلولات العبارات المنقولة فلیرتد علی آثاره خائباً وخاسراً فانما الاعمال
بالنیات وانما لامرئ ما نوی وکانت بینة الظہار النعلی وجزاء سیئة مثلها
حاصل یہ ہوا کہ علامہ فناریؒ کی وجہ غلط ٹھہری اور جمہور کی صحیح اور ناقل نے
نقل میں چار غلطیاں کی ہیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد
وآلہ وصحبہ اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین ۞

[1] ای لا علی التعیین ۱۲ منہ

سوال ششم

قولہ تسلسل کے کتنے قسم ہیں۔ اور کونسا ممتنع اور کونسا جائز اور کونسا مختلف فیہ ہے۔ وکذالک دور چند قسم ہے۔ الخ۔

الجواب وھو الملھم للصواب

رفع الدور والتزلزل

فی

بیان الدور والتسلسل

اقول۔ تسلسل دو قسم ہے۔ ایک تسلسل فی المؤثرات کالعلل والمعلولات اور یہ ممتنع ہے باتفاق عقلاء۔ دوسرا تسلسل فی الآثار کوجود حادث بعد حادث۔ جہمیہ اور ابو الہذیل تسلسل آثار کو مطلقاً ممنوع کہتے ہیں ماضی میں ہو یا مستقبل میں۔ اور اکثر متکلمین فی الماضی فقط۔ اور اکثر اہل حدیث و فلاسفہ فی الماضی والمستقبل دونوں میں جائز مانتے ہیں۔ اور تسلسل فی تمام التاثیر اور تسلسل فی معنے الدور کے لحاظ سے تسلسل کے اقسام چار ہوتے ہیں۔ دور دو قسم ہے۔ ایک دور قبلی یعنی لا یکون ھذا الا بعد ھذا ولا ھذا الا بعد ھذا اور یہ قسم بالاتفاق ممتنع ہے۔ دوسرا دور معی کالمتضائفین مثل الابوۃ والبنوۃ۔ اور یہ قسم جائز ہے۔

سوال ہفتم

قولہ۔ تاویل کا کیا معنے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کلام میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف امت اور ائمہ امت کی کلام میں اور متأخرین کی اصطلاح حادث میں کیا معنے ہے اور کیا فرق ہے درمیان تاویل صحیح جائز کے اور درمیان تاویل فاسد غیر صحیح کے۔ اور مدعی تاویل کو کتنے دلائل لانے ضروری ہیں صحت تاویل پر۔

Marfat.com

الجواب وھو الملھم للصواب

التذییل فی بیان التاویل

اقول۔ تاویل کا معنے اصطلاح متاخرین میں صرف اللفظ عن المعنی المفہوم منہ الی معنی یخالفہ ہے اور ماؤل کے لئے تاویل بحسب قواعد الادب والاصول والعلوم التی یحتاج الیھا المفسر ہونی چاہیئے۔ تاویل بلحاظ مذکور و باتباع الرائی المنصوص صحیح ہے اور بدون اسکے فاسد۔ اور عرف سلف میں تاول کا معنی وہی ہے جو کلام الٰہی سے پایا جاتا ہے۔ یعنی تعبیر۔ یا مراد یا ظہور مراد یا نفس حقیقۃ وغیرہ۔ قال اللہ تعالے هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ۔ وقال۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا وقال يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ۔ ایضًا۔ يُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ۔ عند السلف کلام طلبی کی تاویل امر اور نہی کی ترک منہی تھی۔ قال سفیان بن عیینۃ السنۃ تاویل الامر والنہی۔ وقالت عائشۃ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی رکوعہ وسجودہ سبحانك اللھم ربنا وبحمدك اللھم اغفرلی یتأول القرآن۔ وقیل لعروۃ بن الزبیر ما بال عائشۃ تصلی فی السفر اربعاً قال تأولت کما تأول عثمان۔ اور اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اپنی ذات سے جو کچھ خبر دی ہے اُسکے حق میں تاویل اُسکی بمعنی کُنہ ذات وصفات ہے جسے بغیر اسکے اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اسی بناء پر سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مثل امام ہمام ابو حنیفہ رح وربیعہ رح ومالک رح وغیرہم نے فرمایا ہے۔ الاستواء معلوم والکیف مجھول۔ فمن قال لَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ بمعنی الکیف او قال اعلم تأویلہ ای معناہ کلاھما صحیحان۔

سوال ہشتم

قولہ امکان وحدوث ذاتی وزمانی کی حد وتعریف بیان فرماویں اور تقسیم امکان اور حدوث کی دو قسم پر ایک ذاتی اور دوسرا زمانی اول کس نے کی اور یہ صحیح ہے یا باطل اور باعث اس پر مقسم کو کونسا امر ہوا ہے۔

Marfat.com

الجواب وھو الملھم للصواب

لعم المتبیان فی الحدوث والامکان

اقول۔ حدوث زمانی عبارت ہے وجود بعد العدم سے اور حدوث ذاتی عبارت ہے احتیاج سے بطرف موجد کے علی ہذا القیاس امکان بمعنے سلب ضرورۃ الوجود۔ اور یہ تقسیم ارسطو نے کی ہے جو قائل ہے قدم افلاک کا بموادہا وصورہا اور عناصر کا بموادہا فقط اور ارسطو کو باعث تقسیم مذکور پر قول بقدم الافلاک وغیرہا ہوا ہے پس افلاک حادث بالذات بمعنی المحتاج الی المبدع ہوئے نہ حادث بمعنی الموجود بعد العدم اور یہ تقسیم چونکہ مبنی ہے امر باطل پر والمبنی علی الباطل باطل لہذا یہ بھی باطل ٹھہری۔

سوال نہم

قولہ۔ نظام جو قائل بالطفرہ ہوا ہے اس پر کوئی شکل اقلیدس کی دلالت کرتی ہے یا نہ اور اگر کرتی ہے تو وہ کونسی شکل ہے۔ ذرا فاضل صاحب بیان فرماویں۔

الجواب وھو الملھم للصواب

الظفرۃ فی الطفرۃ

اقول۔ اقلیدس کے مقالہ ثالثہ شکل پندرہویں میں ثابت کیا گیا ہے (جو زاویہ کہ پیدا ہو مابین محیط اور قطر دائرہ کے بڑا ہوتا ہے سب زاویوں حادوں سے جو پیدا ہوتے ہیں درمیان دو خط مستقیم کے۔ پس ا ب ج دائرہ مسطورہ میں اعظم الحواد ہوگا پس جبکہ تھوڑی سی حرکت دی ہم نے سر قطر کو مع اثبات طرف دوسری کے بحکم اصول مسلّمہ پس وہ زاویہ حادہ جو اعظم الحواد سے تھا ناگاہ قائمہ سے بڑا ہو گیا یعنے منفرجہ یعنی زاویہ اب د بغیر اس کے کہ اثناء حرکت میں قائمہ کے برابر ہو کیونکہ قائمہ پیدا ہوتا ہے ایک خط مستقیم کے عمود واقع ہونے سے دوسرے خط مستقیم پر واذ لیس فلیس

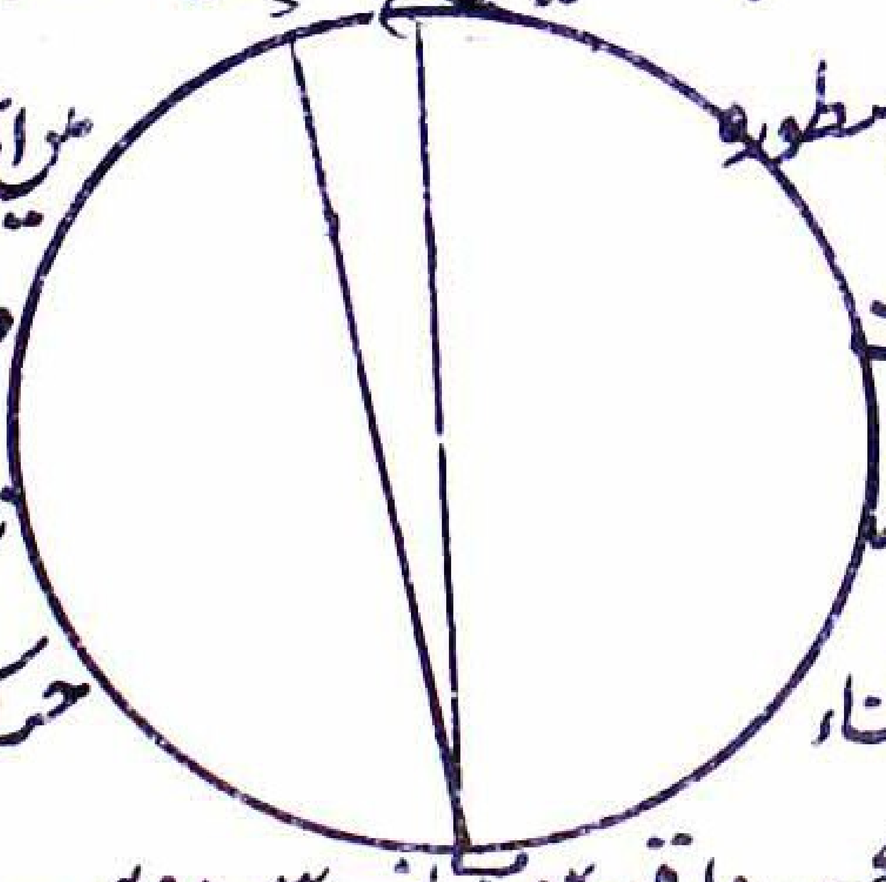

اور اسی کو طفرہ کہتے ہیں یعنی ایک چھوٹی چیز کا اکبر ہو جانا کبیر سے بغیر اسکے کہ اثناء حرکت میں مساوی ہو کبیر کے۔

Marfat.com

والیضاً اقلیدس کے مقالہ مذکورہ شکل مذکور میں ثابت کیا گیا کہ جو زاویہ پیدا ہو درمیان دائرہ اور خط مماس کے علیٰ طرف قطرٍ من اقطارھا احد ہوتا ہے یعنی چھوٹا ہوتا ہے سب زاویوں سے جو کہ پیدا ہوتے ہیں درمیان دو خط مستقیم کے پس جبکہ فرض کیا ہم نے ایک خط منطبق کو اوپر خط مماس کے اور تھوڑی سی حرکت دی خط منطبق کو دائرہ کیطرف مع ثبات نقطہ علیٰ ہذہ الصورۃ تو پیدا ہوگا زاویہ مستقیم کا جو کہ اعظم ہے زاویہ مذکور سے بغیر اس کے کہ اثنائے حرکت میں مساوی ہو زاویہ مذکورہ کے ساتھ اسی کو طفرۃ الزاویہ کہتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی کئی وجوہ سے طفرۃ الزاویہ ثابت ہو سکتا ہے۔

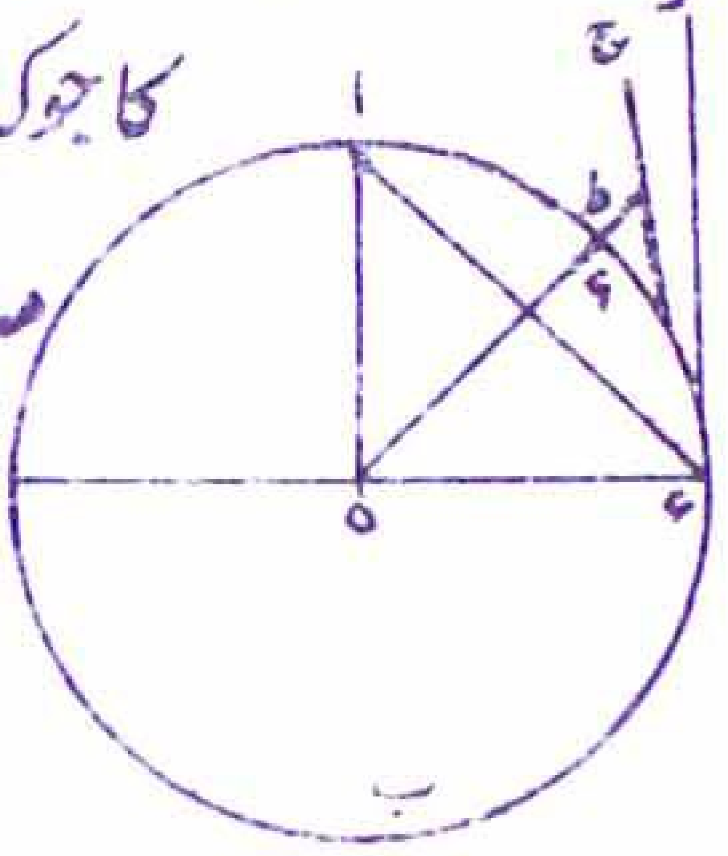

سوال دہم

قولہ۔ فرق مطروبیان فرماویں درمیان کلی ذاتی اور کلی عرضی کے اور کیا معنے ہے اس قول کا کہ کلی ذاتی وہ ہے جو مقوم و محصل ماہیت ہو اور داخل ماہیت ہو اور کلی عرضی وہ ہے جو برخلاف اس کے ہو اور ذوات کس طرح مرکب ہو سکتی ہیں۔ صفات سے مثل جنس اور فصل کے اور کیا فرق ہے درمیان ناطق اور ضاحک کے کہ ایک ذاتی بنا اور دوسرا عرضی باوجود متساوی الاقدام ہونے دونوں کے لزوم میں۔ برہان سے جواب دیں نہ تقلید سے۔

الجواب وھو الملھم للصواب

البیان المرضی فی الذاتی والعرضی

اقول۔ یوں کہنا چاہیئے۔ الذاتی مالیس بخارج والعرضی بخلافہ لیشمل النوع ذاتی عرضی جنس فصل نوع خاصہ عرض عام امور اصطلاحیہ ہیں۔ ان مفہومات اصطلاحیہ منطقیہ کے مصادیق حقائق اصطلاحیہ ہیں قطعاً اذلاحقیقۃ لھا الاما قررا ھل الاصطلاح۔ پس ماہیات اصطلاحیہ مثلاً کلمہ اسم فعل حرف وغیرہ کی ماہیت وہی ہے جو اہل اصطلاح نے بیان کی ہے ان ماہیات میں جو امر عام مقوم ماہیت ہے

Marfat.com

وہ جنس ہے اور جو امر خاص محصل ہے وہ فصل۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کما ھو ظاهر لمن له ادنی مهارة۔ ہاں حقائق واقعیہ میں ایک امر کو ذاتی اور دوسرے کو عرضی یا ایک کو جنس دوسرے کو عرض عام۔ اسی طرح ایک کو فصل دوسرے کو خاصہ قرار دینا چونکہ موقوف ہے اس پر کہ پہلے اس امر کی حقیقت واقعیہ معلوم ہو۔ اور وہ چونکہ متعسر ہے کما قالوا نعم تنقیح الحقیقة عسیر جدا۔ لہذا قطعاً حیوان کو جنس اور ناطق کو فصل کہنا مع ان الجنس مشتبهٌ بالعرض العام والفصل بالخاصة کما صرحوا به الخ صحیح نہ ہوگا۔ ولا نقول به احد بل المقصود من التمثیلات المذکورة فی کتب المنطق هو التفهیم لا الحکم القطعی بان الحیوان مقوم للانسان کالناطق ولا ماهیة للانسان غیر الحیوان الناطق۔ والفارق بین الذاتی والعرضی ان ما نشأ من الذات او لا بلا واسطة الاوضاع الخارجیة فهو ذاتی بمعنی انه لو حصل فی الخارج لکان عین ذلك الشخص بناءً علی حصول الاشیاء بانفسها الا ان الحاصل فی الذهن من حیث حصوله فیه ذاتی للموجود العینی وهذا هو المراد من تصریحات اهل المعقول فلا یرد ما اورده الشیخ ابن تیمیہؒ والعرضی بخلافه۔ حاصل یہ ہوا کہ سائل کا اعتراض بہر صورت اہل منطق پر وارد نہیں کما زعمه الشیخ ابن تیمیہ وذکره السائل تقلیدا له وکذا ما قاله رحمه الله (ولیست دلالة المطابقة دلالة اللفظ علی ما وضع له کما یظنه بعض الناس ودلالة التضمن استعمال اللفظ فی جزء معناه ودلالة الالتزام استعمال اللفظ فی لازم معناه بل یجب الفرق بین ما وضع له اللفظ وبین ما عناه المتکلم باللفظ وبین ما یحمل المستمع علیه اللفظ الخ) لکون الوضع الماخوذ فی قولهم (دلالة اللفظ علی ما وضع له) اعم من الوضع النوعی الشامل للمجاز کما هو مصرح فی کلامهم۔ البتہ اس حکیم پر وارد ہو سکتا ہے جو حقیقت واقعیہ انسان کو مثلاً حیوان ناطق ہی قرار دے۔ ولا یدعیه احدٌ۔

آخیر میں اتنا کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ مولوی صاحب یعنی سائل ائمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کو تو شرک اور کفر باللہ کہتے ہیں۔ اور معہذا خود نقلیات وعقلیات میں شیخ ابن تیمیہؒ کے سخت مقلد ہیں۔ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ط

وہ بارہ ۱۲ سوالات جو حضور قبلہ عالم قدس سرہٗ نے مولوی خانپوری پر کئے

حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں

سوالات اثنا عشر

اَلْعَشَرَةُ بِالْعَشَرَةِ وَالْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ ع

خانپوری صاحب نے اپنے رسالے کے خاتمہ پر یہ بھی تحریر کیا تھا کہ حضرت قبلہ و کعبہ شاہ صاحب گولڑوی دام برکاتہم اگر دس سوالات کا جواب خود تحریر فرما دیں تو حضرت قبلہ کو بھی حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ کوئی سوالات خانپوری صاحب سے استفسار فرمائیں اور ان سوالات کا جواب دینے کے لئے خانپوری صاحب پابند ہونگے۔ یہ امر غالباً انہوں نے اس خیال سے لکھا تھا کہ حضرت قبلہ ان کو اپنا مخاطب بنانے کی عزت نہ دینگے۔ لیکن چونکہ تقدیر الٰہی یونہی ہو چکی تھی کہ خانپوری صاحب کی مصنوعی فضیلت کا پردۂ زنگاری بالکل ہی اُٹھ جائے اس لئے حضرت قبلہ رض کے قلم مبارک سے ہی خانپوری صاحب کے سوالات کے جوابات مرقوم ہوئے اور اسکے ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم رض نے اپنے نیازمندوں کی التماس پر چند سوالات کا تحریر فرمانا بھی منظور فرمایا۔ جو خانپوری صاحب کے مبلغ علم کی قلعی کھولنے کے لئے اُن سے استفسار کئے جائیں۔

حضرت قبلہ و کعبہ کے بارہ ۱۲ سوالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اور خانپوری صاحب کو اپنی نمائشی علمیت کی کوئی خیالی وقعت قائم رکھنی بھی منتظر ہے تو انکو لازم ہے کہ ان سوالات کے جوابات بہت جلد لکھ کر شائع کرا دیں۔ اگر اپنے معاونوں اور اُستادوں سے امداد لینے کا خیال ہے اور اُن سے امداد لینے کے لئے مہلت طلب کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو ۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ تک ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کر دیں کہ ہم بلا مہلت لینے کے ان سوالات کا جواب دینے سے عاجز ہیں اور اسقدر عرصہ کی مہلت میں انکا جواب تیار کرکے جواب دینگے۔

Marfat.com

بصورت ان سوالات کا جواب فی الفور نہ ملنے کے یہ سمجھ لیا جائیگا کہ خانپوری صاحب نے اپنی ہزیمت اور بےعلمی کا پورا اقبال کر لیا ہے اور بصورت ۱۰ محرم الحرام تک کوئی اس مضمون کا اشتہار بھی انکی طرف سے نہ شائع ہونیکے یہ صریح نتیجہ نکلیگا کہ خانپوری صاحب کے معاونین بھی اُنکے ساتھ اس ہزیمت اور اقرار بے علمی میں شامل ہیں۔

پہلا سوال

(الناموس بالقاموس) سیدنا محمد بن علی حروف تہجی ا ب ت ث ی تک کے متعلق فرماتے ہیں (فیہا ثلثۃ آلاف مسئلۃ وخمسمائۃ واربعین مسئلۃ علی عدد الاتصالات وتحت کل مسئلۃ مسائل۔ انتہی۔ وایضاً قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتہی البسائط من الاعداد اصابع وعقد اثنا عشر ولکل واحد من ھذا العدد رجل من عباد اللہ لہ حکم ذلک العدد فالواحد منہم لیس من العدد ولہذا کان وتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدی عشرۃ رکعۃ کل رکعۃ منہا نشأۃ کل رجل من امتہ یکون قلب ذلک الرجل علی صورۃ قلب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی تلک الرکعۃ واما الثانی عشر فہو الجامع لاحد عشر رجل والرجل الذی لہ مقام الاثنی عشر وھو حق کلہ فی الظاہر والباطن یعلم ولا یعلم وھو الوا الاول انتشأ من صورۃ الرکعۃ الاولی رجل من رجال اللہ یدعی بعبد الکریم ومن صورۃ الرکعۃ الثانیۃ رجل یدعی بعبد الحبیب ومن الثالثۃ رجل یقال لہ عبد الحمید ومن الرابعۃ رجل یدعی عبد الرحمٰن ومن الخامسۃ رجل یدعی عبد المعطی ومن السادسۃ رجل یدعی عبد المؤمن ومن السابعۃ رجل یدعی عبد الرحیم ومن الثامنۃ رجل یدعی عبد الملک ومن التاسعۃ رجل یدعی عبد الہادی ومن العاشرۃ رجل یدعی عبد ربہ ومن احدی عشرۃ رجل یدعی عبد الفرد واما تمام الاثنی عشر فذلک المسمی المہیمن۔ تین ہزار پانچسو چالیس (۳۵۴۰) مسئلہ حروف قاعدہ ا ب ت ث الخ کے متعلق اور عبارت مسطورہ بالا کا مطلب اور گیارہ اشخاص کے اسامی کی وجہ تخصیص یا مسمی و رکعت بیان کریں اور اشخاص مذکورہ کا مقام صحابہ کرام کے زمانہ میں کون تھا۔ اور نیز

سائل نے چونکہ حضرت شیخ ابن عربی طائی قدس سرہ کے شعر کا معنے ہم سے سوال پنجم میں استفسار کیا ہے لہذا ہم بھی حضرت شیخ وامثالہ

حروف تہجی کی ترتیب کذائی کی وجہ (پہلے ا پھر ب پھر ت علی ہذا القیاس ی تک) بیان کرو اگر مخارج کی رو سے ہے تو پہلے شفوی پھر وسطی پھر حلقی ہوتے چاہئیں یا بالعکس حالانکہ اسطرح نہیں۔ آپ فرماویں یہ ترتیب کس لحاظ سے ہے اور نیز (تعانق لا) کا باعث بیان فرماویں پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ (لا) مابین ہ اور ی کے کیوں رکھا گیا۔ اگر آپ نے قاعدہ حروف تہجی اب ت ث الخ سمجھا ہوا ہے تو ضرور بیان فرماویں گے۔[1]

دوسرا سوال

العویصة بالعویصة لابی الکمال

اصل باع وقال وخاف وھاب وطال بیع وقول وخوف وھیب وطول۔ فتولدت عند ارتفاع المانع قضیتان موضوع احدٰیھما الفلاک الکلی کما ان لموضوع الثانیة الفلاک الجزئی ودورة فلک الثانی من سائرھما احد عشر الف سنة۔ ولما ذکرنا من الفلاک الجزئی والکلی اتصفا بالمتضادین فی العنوان الموضوعی وتخلفت الرابطة بالایجاب والسلب فشرافة احدٰھما من جھة العنوان والربط کما ان خساسة الاخرٰی من جھة کلتیھما ومن المقران مقتضی الصورة النوعیة للفلاک الکلی الحادی ھو التاسع لما یقتضیہ الجزئی المحوی لکن الفاسر فی الافلاک لیس بمفنٍ لمقتضی محویاتھا الامکان المعیة فی التحقق ضرورةً لضرورة المبدء وھٰھنا لیس کذلک لعدمہ ھذا ھو الفارق بین الاثنین والثلثة اذ لو لم یکن عسل نحل۔

تیسرا سوال

اللغز باللغز لصاحب ابی مدین رضی اللہ تعالٰی عنہما

ما الاسم الذی رکب من عشرین وثلثین بینھما حسا ومعنی وقد یترکب حسا لا معنی من ثمانیة وثمانین ومائتین وستة عددا واذا جمعتھما

---

[1] پہلے سوال میں گویا آٹھ سوال مندرج ہیں۔ ۱۲

علی وجہ مخصوص من غیر اسقاط الستۃ کان اسما مرکبا و ان اسقطت الستۃ کان اسما غیر مرکب

چوتھا سوال
الفقہ بالفقہ

فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی عبارت ذیل (بلوغ ظل کل شیٔ مثلیہ سوی فیئ الزوال) میں استثناء کا ماخذ اور لمیت بیان فرماویں۔

پانچواں سوال
الکلام بالکلام

امتحاناً استفسار کیا جاتا ہے کہ کلام الٰہی میں مذاہب ذیل باطل ہیں (۱) قول اشعری و ابن کلاب وغیرہما کا بانہ معنی واحد قدیم قائم بذاتہ تعالیٰ ھو الامر والنہی والخبر والاستخبار ان عبر عنہ بالعربیۃ کان قرآناً و بالعبریہ کان توراتہ (۲) قول ایک طائفہ کا اہل کلام و اہل حدیث سے انہ حروف و اصوات ازلیۃ مجتمعۃ فی الازل وھی المسموعۃ من القاری (۳) قول جمہور بانہ حروف و اصوات قدیمۃ کقول الطائفۃ المذکورۃ الا انہا لیست ھی المسموعۃ من القاری (۴) اور (۵) قول کرامیہ اور ہشام بن الحکم کا۔ انہ حروف و اصوات لکن تکلم بعد ان لم یکن متکلما وکلامہ حادث فی ذاتہ کما ان فعلہ حادث فی ذاتہ بعد ان لم یکن متکلما ولا فاعلا (۶) قول ائمہ حدیث کا انہ تعالیٰ لم یزل متکلما اذا شاء بکلام یقوم بہ و ھو متکلم بصوت یسمع و ان نوع الکلام قدیم (۷) قول صابئہ اور متفلسفہ مثل ابن سینا وغیرہ اور متصوفہ فلاسفہ و متکلمین فلاسفہ کا کلام اللہ تعالیٰ ما یفیض علی النفوس من المعانی التی تفیض اما من العقل الفعال عند بعضھم و اما من غیرہ (۸) قول معتزلہ کا انہ مخلوق قائم بغیرہ تعالیٰ پہلا مذہب بوجہ لزوم اتحاد معنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

Marfat.com

وَتَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ مثلاً۔ دوسرا بوجہ امتناع قدم حروف و اصوات۔ ایسا ہی تیسرا بھی۔ اور چوتھا و پانچواں اور چھٹا بوجہ لزوم قیام حوادث بذاتہ تعالیٰ۔ اور ساتواں بوجہ لزوم خلف اور آٹھواں بوجہ قیام الصفۃ بغیر الموصوف باطل ہے۔ آپ کسی مذہب کو مذاہب مذکورہ سے لیکر محققانہ طور پر اُس کی صحت و حقیقت کو ثابت کریں اور نیز فرمادیں کہ صفات باری عز اسمہٗ کو آپ عین ذات مانتے ہیں یا لاعین بر تقدیر ثانی منضم موجودہ یا منفصل موجودہ یا محض انتزاعی۔ پہلی اور چوتھی شق بوجہ لزوم نفی صفات لما تقرر ان الانتزاعیات لیس لہا وجود سوی وجود المنشاء۔ اور دوسری اور تیسری بوجہ حصول کمال از غیر جو منافی ہے شان الوہیت کے) باطل ہے۔ فقول المتکلمین انہا لاعین ولا غیر فی غایۃ البعد فانہم قائلون باثبات الزوائد ولا شک انہم غیر و قولہم ان الغیران ہم اللذان یجوز مفارقۃ احدہما عن الآخر مکانا وزمانا ووجودا وعدما تحکم صریح وتعصب قبیح۔ آپ ایک شق کو لے کر مطلق صفت کا ثبوت مدللانہ طرز پر دلویں بعد ازاں آپ کو استحقاق سوال از صفت کلام باری عز اسمہٗ ہوگا۔

چھٹا سوال

اقلیدس میں سے وہ کونسی شکل ہے جس سے توحید ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ کونسی جس سے قائل بالتثلیث بزعم خود متمسک ہو سکتا ہے۔ اور پھر اقلیدس ہی کی رو سے اُس کی تردید بھی کیجا سکتی ہے۔ اور نیز آپ تین دائرے بناویں جن کے نصف قطر تین دئیے ہوئے خطوں کے برابر ہوں اور ان تین سے ایک اندر کی طرف اور دو باہر کی طرف مس کریں۔ بتائیے کہ نصف قطروں میں کیا نسبت ہونی چاہئے کہ حل ممکن ہو۔

ساتواں سوال

اشاعرہ کی دلیل حدوث عالم پر جو حدوث المتغیرات و حدوث انواعہا صحیح نہیں لعدم انحصار العالم فیہا و قول الاشعری فی الممکن الاول انہ یجوز تقدمہ علی زمان وجودہ و تاخرہ عنہ فاسد اذ الزمان عندہ فی ہذہ المسئلۃ مقدر لا موجود لکون الاختصاص دلیلا علی المخصص۔

Marfat.com

آٹھواں سوال

بخاری کی حدیث (تحول فی الصور) بظاہر (لیس کمثلہ شیئ) کے منافی معلوم ہوتی ہے فان المتصور بصورۃ مثل لہ اذا کان فی صورۃ اخری مع صحۃ الحمل بینہ وبین المتحول۔ ان میں تطبیق چاہیئے۔ پھر یہ فرماویں کہ اس حدیث میں اہل انکار کتنے ہیں اور کیوں۔ کیا قبل از تجلی ہذا دنیا میں بھی انکو کسی صورت میں مشاہدہ ہوا تھا یا نہ۔ اگر ہوا ہے تو کونسی صورت میں۔ اگر نہیں تو پھر انکار اور تسلیم کا کیا معنے۔ آیت اور حدیث سے ثبوت چاہیئے۔

اور نیز حدیث معراج میں بالخصوص موسیٰ علیہ السلام ہی کو دربارہ نماز کے فہمائش کی کیا وجہ تھی۔ مع آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالک علوم اولین و آخرین تھے اور نیز ہر ایک نبی کی فلک مخصوص سے وجہ خصوصیت کیا ہے۔

نواں سوال

قولہ تعالیٰ (فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا) اور (فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا) میں افراد اور جمعیت ضمیر کی وجہ تخصیص کیا ہے۔ اور نیز قولہ تعالیٰ (فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا) سے (فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا) یا (فَاَرَادَ رَبُّهُمَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا) بادی نظر میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس قول باری تعالیٰ کو (فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا) والیضاً قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْــٴًـا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ) میں فاء تعقیب کی وجہ بیان کریں مع ان المحقق انہ لا افتتاح للقول . . . . کما لا افتتاح لمعلوم علمہ تعالیٰ فما حدث الا ظہورا لمکون نعالم الشہادۃ بعد ان کان غیبا فی علم اللہ تعالیٰ۔

دسواں سوال

قال تعالیٰ (وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ) قال الشیخ بن عربی الطائی قدس سرہ فانہ الحق المبین والصادق الذی لا یمین وبمثل ھذا لخاطر یحکم

Marfat.com

الزاجر ولهذا يصيب ولا يخطي في معنى ما يقول ولا يبطي اذا استبطأ الزاجر عند السوال فما هو من اولئك الرجال حال السوال ما يحكم به المسئول ان وقع منه التوانى الى الزمن الثانى فسد حاله ولم يصدق مقاله فلا نكلف للاقرار لتحقيق والاوفاق ما لها ذلك التحقيق عند العلماء بهذا الطريق والنفث لا يكون له مكث فحلوله انتقاله ووجوده زواله ومن ذلك نزول الملك على الملك ليسل الملك الامين خدمة الملك - الملك لا ينزل معلما وانما ينزل معلما فان الرحمن علم القران - انظر الى هذه التكملة المحمدية وتنبه لهذه المنزلة العلية فاسلك فيها سواء السبيل ولم تجنح الى تاويل فعرس فى احسن مقيل فى خفض عيش وظل ظليل الى ان قال هو ابن الامام المبين لا بل ابوه كاتن بائن داخل قاطن استوطن الخيال و افترش الكتاب واستوطأ اللسان بل هو قرآن مجيد فى لوح محفوظ فهذا الامام المبين يحوى امهات العلوم يبلغ عددها مائة الف نوع من العلوم وتسعة وعشرين الف نوع وستمائة نوع قال لوط لو ان لى بكم قوة او آوى الى ركن شديد فكان عنده الركن الشديد ولم يكن يعرفه فان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال يرحم الله اخى لوطا لقد كان ياوى الى ركن شديد ولم يعرفه وعرفته عائشة وحفصة فلو عرفتا ايها المخاطب علم ما كانتا عليه لعرفت معنى هذه الاية - آیت مذکورہ کے متعلق حضرت شیخ رض کی تفسیر کا مطلب اور نیز دوسری آیت و حدیث کے تحت میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا حاصل بیان فرمادیں اور نیز پہلی آیت سے انیس ۱۹ موارد بمعہ نظائر انکے جو بمقابلہ ہر ایک کے ایک صفت ممکنات کا ہے اور نظائر من القرآن اور نظائر فى التاثیر اور نظائر من النار اور ایک لاکھ انیس ہزار چھ سو (۱۱۹۶۰۰) علم کا صرف نام ہی بتادیں - مگر خیال رہے یہ آپ کا قاموس نہیں یہ علم الناموس ہے جو بغیر از انبیاء وکمل اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم و معتقدین ان کے دوسرے کا حصہ نہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ - ايا سامعا ليس السماع بنافع + اذا انت لم تعقل فما انت سامع

اذكنت فى فنو لى عن الفهم عاجزا + فانت فى وقت الاجابة مانع

گیارھواں سوال

قال تعالیٰ۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ مَنَازِلَ۔ اس کے متعلق منازل اور علیٰ ہذا القیاس آیتہ کریمہ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى مع بیان ہر ایک منزل کے ساتھ ہر ایک اسم کے اسماء الٰہیّہ میں سے بہ تعیین ہر اسم و ہر ایک سورۃ متناسبہ بمنازل بمعہ حروف اوائل جن کی صورتیں بلحاظ تکرار ۳۱ بحسب تعداد (الایمان بضع وسبعون شعبۃ) ہیں۔ اور اتصالات قمر بالمنزلہ بحسب تثلیث وتربیع و تسدیس مع احکامہا لکھیں۔ اور نیز ۲۸ منازل کی وجہ تخصیص عند المحققین کیا ہے۔ اور عند المشہور کیا۔ اور نیز ہر برج کے لئے دو منزل اور ثلث منزل ہونے کی وجہ کیا ہے اگر ہر برج کے لئے منازل میں سے عدد صحیح ہوتا یا مکسور تو عالم تکوین میں بقا لون ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ کیا قباحت اور نقصان تھا۔ پھر منازل صحیحہ اور ملفقہ من الکسور مختلفۃ المزاج بالتفصیل بیان فرماویں۔ مثلاً ثریا کے لئے مزاج خاص ہے اور حمل نے اُس سے ثلث لیا ہے۔ جب ثور کے لئے دو منزلیں اور ثلث چاہیئے تھا۔ تو ایک منزلہ دبران صحیح اور دو ثلث ثریا کے جن کے ساتھ ہقعہ کا ثلث اضافہ کرتے سے دو منزلیں تمام ہوئیں۔ پھر ہقعہ سے باقی ماندہ ثلث لیا گیا علیٰ ہذا القیاس جبتک یہ مذکور مع منزل احدی المزاج اور مختلف المزاج مع احکامہا المختصرہ جانیں جسکے بغیر بروج کا مثلثۃ الوجوہ ہونا نہیں معلوم ہوسکتا تو آپ (وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ) اور (وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ مَنَازِلَ) اور (ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ) کو کیا سمجھیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس (وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ) کو۔ کواکب مذکورہ یعنی سبعہ سیارہ میں سے چھوٹے روز والا قمر ہے و مقدار یسیر الثوابت ستۃ وثلاثون الف سنۃ مما تعدون۔ اور یوم ذی المعارج باصطلاح قرآن کریم مقدار اس کا پچاس ہزار سال اور یوم اسم رب کا مقدار ایک ہزار سال۔ پس ضرب کیا جاوے حاصل ضرب ایام کواکب ثابتہ کا بیچ ایام دراری سبعہ کے بیچ مجموعہ کے جو حاصل ہے بروج اور حاصل ضرب ۳۶۰ فی نفسہ سے۔ مثلاً عدد اس مجموع کا ۳۷۶۰۰ ہے جس میں عدد ایام کواکب مذکورہ کے

ضرب کرنے سے معنی (تقدیر الکواکب) معلوم ہو سکتا ہے۔ بغیر اسکے آپ معنی (ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ) ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ صرف ترجمہ دانی اور چیز ہے۔

بارھواں سوال

انا وضعنا مری النسر الطائر فی صفحة عرضها لب علی افق المشرق فوجدنا ان مری راس الجدی انه قد وقع علی رس من اجزاء الحجرة فهذا اعنی رص مطالع طلوع النسر الطائر فی هذا العرض ثم وضعنا مری النسر الطائر علی الافق الغربی فوجدنا ان مری راس الجدی قد وقع علی قبهه من اجزاء الحجرة فهذا اعنی قبهه مطالع غروب النسر۔

دوسری عبارت فانظر موقع المری فما بینه و بین ما یحاذی طرف لخط العلاقة ای علی نمط التوالی وان یکون فی جانب الیمین فهو مطالع ذٰلک البرج او تلک الدرجة من اول الحمل فی الفلک المستقیم وخط الاستواء۔

تیسری عبارت اذا وضعنا مثلاً اول المیزان علی خط المشرق یکون موقع المری من اجزاء الحجرة قف فیکون هو المطالع للمیزان لانه هو ما بین موقع المری و بین ما یحاذی طرف خط العلاقة ای علی نمط التوالی وان یکون فی جانب الیمین وهکذا اذا وضعنا آخر الحوت علی خط المشرق یکون موقع المری من اجزاء الحجرة شمس فیکون هو المطالع لآخر الحوت لانه هو ما بین موقع المری من اجزاء الحجرة و بین ما یحاذی طرف خط العلاقة ای علی نمط التوالی وان یکون فی جانب الیمین۔ وقد علی ذلک سائر البروج و درجاتها

آپ عبارات مذکورہ کے مابین رفع تناقض فرماویں۔ گو ہمارے قریب ایک سو لکھے ہوئے ہیں۔ مگر بخیال اسکے کہ جواب سے جواب ہی ہوگا پھر کیوں تضیع اوقات کریں لہٰذا اب اسی پر اختتام کیا جاتا ہے

العبد

الملتجی الی اللہ۔ المدعو بمہر علیشاہ عفی عنہ ربہ۔ بقلم خود از گولڑہ

تمت

نقل فتویٰ

یعنے

نقل اُس فتویٰ کی جو دربارہ جواز خروج للعلاج از بلدۂ طاعونی جناب میاں محمد صاحب قریشی مرحوم و مغفور کی درخواست پر خاص بدستخطی حضرت قبلۂ عالم صاحب عم فیضہم بعد اشاعت فتویٰ جناب قاری عبد الرحمٰن صاحب لکھا گیا تھا

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طاعونی مقام سے نقل کر محض بغرض تبدیل آب و ہوا حسب تجویز حکما اپنے مکانوں کے قریب کسی دوسرے مکان یا صحن یا فضا کی جگہ بستی کے اردگرد خس پوش جھونپڑی خیموں میں لوگ سکونت اختیار کریں اور حق ہمسایہ ترک نہ ہو۔ اور ایک دوسرے کی خبرگیری ہوتی رہے تو باہر نکلنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب وھو الملھم للصواب

بغرض علاج و اصلاح آب و ہوا جو لوگ مرض میں مبتلا ہوں اور جو مبتلا نہ ہوں دونوں باہر نکل سکتے ہیں۔ کیونکہ جس سرزمین کی آب و ہوا فاسد ہوگئی ہو اُس کی اصلاح صحت کے لئے زیادہ مفید ہے۔ فتح الباری اور مرقاۃ الصعود میں ہے ان استصلاح الاھویۃ من انفع الاشیاء فی تصحیح البدن و بالعکس

لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کو مدینہ پاک سے باہر کئی میل کے فاصلہ پر اونٹوں میں بھیجدیا و عن ابن سعد ان عدد لقاصہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خمس عشرۃ و عن ابی عوانۃ کانت ترعی بذی الجدر بالجیم وسکون الدال المہملۃ ناحیۃ قباء قریبا من عین علی ستۃ امیال من المدینۃ (قسطلانی) اور جس وقت عرنیین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) باہر نکلنے کی اجازت بخشی تھی اُس وقت مدینہ میں عام طور پر مرض پھیلا ہوا تھا۔ مسلم والی حدیث کا جملہ (وقد وقع بالمدینۃ الموم وھو البرسام) ملاحظہ ہو۔ یعنی اہل عرنیہ کے مدینہ منورہ میں آنے سے پہلے عنقریب ہی شہر میں مرض پھیلا ہوا تھا کما لا یخفی عن من لہ ادنی مسکۃ فی العربیۃ پس خروج علاجاً جائز ہوا نہ فراراً۔ لہٰذا عرنیین والی حدیث اور احادیث صحیحہ وارده دربارہ نہی فرار میں کوئی تناقض نہیں اور قائل بجواز الفرار کا استدلال حدیث عرنیین سے بے غوری اور قلت تدبر سے ہے۔ الفاظ حدیث میں البتہ حدیث مذکور سے جواز العلاج ثابت ہوتا ہے۔

علامہ عینیؒ کا عمدۃ القاری میں درجواب قائل و مستدل مذکور یہ فرمانا کہ مدینہ طیبہ میں (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) عام طور پر مرض پھیلا ہوا نہ تھا۔ صرف اہل عرنیہ چند آدمیوں کو آب وہوا مخالف ہونے کی وجہ سے باہر نکلنے کی اجازت بخشی گئی تھی۔ گویا صورت طاعون ہی نہ ٹھہری حیث قال ردا علی من جوز الفرار من الطاعون محتجا بقصۃ عرنیین بانہ لم یکن ذالک فرارا من الوباء اذ ھم کانوا مستوخمین خاصۃ دون سائر الناس الخ بخلاف ہے جملہ مذکورہ فی حدیث مسلم کے۔ مگر چونکہ یہاں پر لزوم خلاف ہے نہ التزام خلاف۔ لہٰذا علامہ عینیؒ محل طعن نہیں ہو سکتے۔ دراصل وجہ اختیار طرز جواب مذکور کی یہ ہے کہ در وقت رد مستدل علامہ عینی نے زیر نظر

بخاری کی حدیث ہے جس میں جملہ مذکورہ بالا نہیں۔ عمدۃ القاری ملاحظہ ہو۔

الغرض نظر بحدیث عرنیین و اثر ابی موسیٰ مسطورہ ذیل خروج علاجاً جائز ہے حضرت عمرؓ نے طاعون عمواس میں تمام لشکر کو اُردن سے جابیہ پر چلا جانے کا حکم بھیجا تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص طاعون میں مبتلا ہو بغرض ازالۂ مرض و استنشاق اہویہ صحرا اور جو طاعون میں مبتلا نہ ہو بقصد حفظ ما تقدم دونوں طاعونی مقام سے باہر نکل سکتے ہیں۔ اور یہ خروج فراراً نہیں بلکہ علاجاً ہے۔

جتنی احادیث نہی خروج میں وارد ہیں۔ سب سے خروج فراراً ممنوع پایا جاتا ہے نہ مطلق خروج۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں **باب من خرج من ارض لاتلائمہ** کے ذیل میں لکھتے ہیں وذکر فیہ قصۃ عرنیین وقد تقدم الاشارۃ الیھا قریبا وکانہ اشار الی ان الحدیث الذی اوردہ بعدہ فی النھی عن الخروج من الارض التی وقع فیھا الطاعون لیس علی عمومہ انما ھو مخصوص بمن خرج فراراً منہ الخ صحیح مسلم والی حدیث یہ ہے عن انس بن مالک قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفر من عرینۃ فاسلموا وبایعوہ وقد وقع بالمدینۃ الموم وھو البرسام فقالوا ھذا لوجع قد وقع یا رسول اللہ فلو اذنت لنا فخرجنا الی الابل فکنا فیھا الخ

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو باسناد مذکور فرما کر لکھتے ہیں۔

ففی ھذا الحدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرھم بالخروج الی الابل وقد وقع الوباء بالمدینۃ فکان ذلک عندنا واللہ اعلم علی ان یکون خروجھم للعلاج لا للفرار۔ فثبت بذلک ان الخروج من الارض التی وقع بھا الطاعون مکروہ للفرار و مباح لغیر الفرار اھ۔ ابو موسیٰ کا اثر جس سے عمر فاروقؓ کا مع چھ ہزار صحابی کے علاجی خروج کے جواز پر اجماع پایا جاتا ہے۔ یہ ہے ان عمر کتب الی ابی عبیدۃ ان لی الیک حاجۃ فلا تضع کتابی من یدک حتی تقبل الی فکتب الیہ

Marfat.com

انی عرفت حاجتك وانی فی جند من المسلمین لا اجد بنفسی رغبة عنھم فکتب الیہ اما بعد فانك نزلت بالمسلمین بارض غمیقة فادفعھم الی ارض نزھة الخ۔ ابن حجر فتح الباری میں اسی کے متعلق لکھتے ہیں فھذا یدل علی ان عمرؓ رای ان النھی عن الخروج انما ھو لمن قصد الفرار متمحضا الخ ثم قال وایدہ الطحاوی صنیع عمر بقصة العرنیین فان خروجھم من المدینة کان للعلاج لا للفرار الخ پھر بعد اس کے لکھتے ہیں۔ کہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی امر کا لحاظ رکھا ہے وقد لحظ البخاری ذلك فترجم قبل ترجمة الطاعون من خرج من الارض التی لا تلائمہ وساق قصة العرنیین۔ منقولہ عبارات سے ثابت ہوا کہ علاجاً نکلنا مبتلا یا غیر مبتلا دونوں کے لئے جائز ہے۔

(۲) عمر فاروقؓ کا مع چھ ہزار صحابی کے اسی پر اجماع ہے۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے اُسی اثر ابی موسیٰ کے اخیر پر نقل کرتے ہیں۔ قال ابو الموجہ زعموا ان ابا عبیدة کان فی ستة وثلاثین الفا من الجند فماتوا فلم یبق الا ستة الاف رجل الخ

(۳) ابو جعفر طحاوی کا بھی یہی مذہب ہے (۴) حافظ ابن حجر بھی خروج علاجاً کو ترجیح دیتے ہیں جس سے میلان اُس کا جواز کی طرف پایا جاتا ہے۔ (۵) متأخرین فقہاء کا بھی یہی فتوے ہے۔ فتاوے ہندیہ اور دُرِّ مختار وغیرہا ملاحظہ ہوں۔

احادیث نہی فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا دخلھا علیہ فلا تخرجوا منھا فرارا فمن سمع بہ بارض فلا یقدمن علیہ ومن وقع بارض وھو بھا فلا یخرجہ للفرار منہ۔ مسلم۔ اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ

Marfat.com

واذ وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه۔ احادیث پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوا کہ خروج فراراً ممنوع وناجائز ہے کما قال النووی والعینی والقسطلانی والزرقانی وابن حجر والطحاوی وغیرہم "اما الخروج لعارض فلا بأس بہ"۔ وہ احادیث جن کے منطوق سے بیٹھنے والے کو بشرط صبر واحتساب درجہ شہادت حاصل ہوتا ہے۔ بخاری ومسلم وکنز العمال ومسند احمد وغیرہا کے ملاحظ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جو سایرا مخنسانہ ٹھہرے اُس کو درجہ شہادت نصیب نہ ہوگا۔

تمہید

بعض اشیاء کا باہمی تخالف بحسب الحقیقت ہوتا ہے چنانچہ آدمی، گھوڑا، بکری، گائے، نماز، روزہ، چوری، زنا وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض اشیاء کے تخالف کی دار مدار صرف قصد ونیت پر ہوتی ہے۔ نیت ہی کے تخالف سے اُن کے ماہیت الگ الگ قرار دئے جاتے ہیں جس پر تخالف فی الاحکام متفرع ہوتا ہے۔ مثلاً صبح سے شام تک امساک یعنی پانی روٹی وغیرہ ماکولات مشتہیات کا استعمال نہ کرنا۔ اگر اتفاقی یا افلاس کی وجہ سے ہو تو اس کو صوم (روزہ) نہیں کہا جاتا۔ اور اگر بقصد روزہ ہو تو اس کو صوم کہا جاتا ہے۔ یا خروج من البیت گھر سے باہر نکلنا۔ اگر بقصد ادا نماز وغیرہ مشروعات ہو تو اس خروج کو مستحسن کہا جاتا ہے۔ اور اگر بقصد چوری زنا وغیرہ ہو تو اسی خروج کو قبیح۔ ایسا ہی مقاتلہ وجنگ میں پیچھے ہٹنا بقصد فرار ناجائز اور بغرض دھوکا دینے مقابل کے تاکہ وہ آگے کو بڑھے اور ہم کو موقعہ شمشیرزنی اور تیراندازی کا ملے جائز۔ حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا قرأۃ پڑھنا ممنوع اور بطریق ذکر ودعا جائز وغیرہ وغیرہ۔ علیٰ ہذا القیاس ما نحن فیہ میں بھی طاعونی مقام سے باہر نکلنا بقصد فرار ناجائز اور بغرض علاج جائز۔ خروج للفرار اور خروج للعلاج میں فرق۔ پہلی صورت میں نکلنے والے کا خیال یہی ہوتا ہے کہ خروج کو صرف ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ علاج وتداوی کا خیال قصداً اُس کے ذہن میں نہیں ہوتا۔

Marfat.com

بخلاف دوسری صورت کے کہ یہاں پر صرف نکلنے کو ذریعہ نجات نہیں سمجھا جاتا بلکہ پاکیزہ ہواؤں کے استعمال و ہوا خوری کو ذریعہ نجات تصور کیا جاتا ہے۔ اور ملحوظ بالذات اس کا یہی امر ہوتا ہے نہ صرف خروج۔ بخلاف پہلی صورت کے کہ وہاں مقصود و ملحوظ صرف خروج و بھاگنا ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا فارّ محض حکیم و معالج کی ہدایات کا خیال نہیں کرتا۔ ہاں بقصد علاج نکلنے والے کو حکیم و ڈاکٹری ہدایات کی پابندی ضرور ہوتی ہے۔ **الغرض** دونوں صورتوں میں فرق نہایت غور بینی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ عام اہم فہم امر نہیں۔ لہٰذا عمر فاروق رضؓ جیسے متوکل و کامل الایمان کو بھی ابناء زمان نے طاعون عمواس والے معاملہ میں فارّ من الطاعون قرار دیا حالانکہ آپ فرار من الطاعون کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ راستہ سے آپ کے ہٹ جانے کی وجہ جملہ مذکورہ فی الحدیث فلا تدخلوها بقاعدہ جس کو اپنی رائے دربارہ مراجعت من الطریق قائم کرنے کے بعد سن چکے تھے اور ابو عبیدہ ابن الجراح کو دوبارہ تاکیدی تحریری ہدایت اردن سے بعد لشکر جابیہ کو چلا جانے کی بقصد علاج تھی۔ نہ بغرض فرار۔ چنانچہ آپ کے الفاظ ان الاردن الارض وبئیة و عمیقة عمیقة وان الجابیة ارض نزهة فاظهر بالمهاجرین الیها۔ تبدیل ہوا پر صاف دلالت کر رہے ہیں۔ ابو عبیدہ بن جراح کا پہلے مکتوب سے انکار اور دوسرے کے بعد کل لشکر کے تعمیل کی بنا اسی فرق پر تھی۔ ابتدئی پہلے انہوں نے فرار سمجھ کر انکار کیا تھا۔ اور ثانیاً علاج خیال فرما کر تعمیل کی۔ قال الطحاوی رحمة الله علیه وعلی هذا المعنی والله اعلم رجع عمر بالناس من سرغ لا علی انه فار مما قد نزل بهم الخ ثم قال وکذلک ما اراد بکتابه الی ابی عبیدة ان یخرج هو ومن معه من جند المسلمین انما هو لنزاهة الجابیة وعمق الاردن۔ عمر فاروق رضؓ جواز فرار والی تہمت سے برأت بیان فرماتے ہیں۔ اللهم ان الناس قد نحلونی ثلاثا انا ابرأ الیک منهن زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرأ الیک من ذلک وذکر السطلاء

Marfat.com

والمکس۔ فتح الباری ناقلا عن الطحاوی۔ پس معلوم ہوا کہ آپ نے ابو عبیدہ کو بہ نیت فرار ہرگز نہیں بلایا تھا۔ بلکہ بقصد تبدیل ہوا۔ چنانچہ اُن کے فقرات مندرجہ مکتوب سے اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ **الحاصل** طاعونی مقام سے نکلنے کی چند صورتیں ہیں (۱) یہ ہے کہ بغرض علاج واصلاح آب و ہوا ایسی جگہ چلا جائے جس کی آب و ہوا خوشگوار و عمدہ ہو عام ازینکہ طاعون میں مبتلا ہو یا نہ۔ اس صورت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض صحابہ و محدثین صورت فرار کی سمجھ کر اس کو ناجائز خیال کرتے ہیں۔ اور اسی بنا پر خلیفۂ ثانی عمر فاروق رضؓ کو تہمت قول بجواز فرار از طاعون کی لگائی گئی تھی۔ اور بعض صحابہ و محدثین اس وجہ سے کہ فرار محض نہیں جائز کہتے ہیں۔ قال الحافظ فی فتح الباری۔ ومن جملۃ ھذہ الصورۃ الاخیرۃ ان تکون الارض التی وقع بھا وخمۃ والارض التی یرید التوجہ الیھا صحیحۃ فیتوجہ بھذا لقصد فھذا جاء النقل فیہ عن السلف مختلفا فمن منع نظر الی صورۃ الفرار فی الجملۃ ومن اجاز نظر الی انہ مستثنی من عموم الخروج فرارا لانہ لم یتمحض للفرار و انما ھو لقصد التداوی۔ بہ نظر امعان و تعمق دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسا خروج جائز و مباح ہے اور اس کی دلیل راجح و قوی۔ چنانچہ حافظ ابن حجر و طحاوی کی روایات اور چھ ہزار صحابی کا اجماع اوپر بیان ہو چکا ہے۔

(۲) صورت۔ طاعونی مقام سے محض بغرض بچنے کے طاعون سے کہیں دوسری جگہ نکل جائے بغیر اس کے کہ اُس کو علاج بہ تبدیل ہوا واحتراز از ہوا فاسد مقصود ہو۔ ایسا خروج ناجائز ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے عدم جواز اس کا بخوبی ثابت ہے۔

(۳) یہ کہ محض بقصد حاجت دینی یا دنیوی بغیر ارادہ فرار کہیں چلا جائے یہ خروج بالاتفاق جائز ہے۔ قال النووی واتفقوا علی جواز الخروج

Marfat.com

لتشغل وغرض غیرالفرار و د لیلہ صریح الاحادیث - ھکذا فی فتح الباری وعمدۃ القاری وارشاد الساری والزرقانی وغیرہ -

(۴) یہ کہ کسی مطلب دینی یا دنیوی کے لئے نکلے مگر ساتھ ہی یہ بھی تبعاً ملحوظ ہو کہ طاعونی مقام سے نجات حاصل ہوگی - اس صورت میں اختلاف ہے -

قال الحافظ فی فتح الباری والثالث من عرضت لہ حاجۃ فاراد الخروج الیھا وانضم الی ذٰلک انہ قصد الراحۃ من الاقامۃ بالبلد التی وقع بھا الطاعون فھذا محل النزاع -

(۵) یہ کہ بغرض اصلاح وتبدیل ہوا مکان چھوڑ کر اپنے مکانوں کے نزدیک کسی دوسرے مکان یا صحن یا فضا کی جگہ بستی کے ارد گرد جھونپڑے یا خیموں میں سکونت اختیار کرے - ایسی صورت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ حق احیاء واموات عیادت وتجہیز وغیرہ ترک نہ ہو - اسی بنا پر فقہا کا حکم ہے کہ اگر سب بستی والے بستی چھوڑ کر چلے جائیں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے - کیونکہ اس صورت میں حق تلفی کا اندیشہ نہیں - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء میں طاعونی مقام سے خروج کے منہی عنہ ہونے کی وجہ یہی لکھتے ہیں - کہ حقوق احیاء واموات ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا -

دوسری شرط جواز کی یہ ہے کہ نکلنے والا خروج کو موجب نجات نہ سمجھے

تنبیہ - یہ امر بھی فرق بین العلاج والفرار کی طرح قابل غور ہے - عام فہم نہیں - دراصل بات یہ ہے کہ نسبت الی السبب حقیقی طور پر منافی ہے شان مومن کے بلکہ بوجہ انکار از مسبب کفر ہے - لیکن مجازی طور پر کوئی مضائقہ نہیں - مثلاً انبت الربیع البقل بہار نے انگوری کو اگایا - مومن کا مقولہ ہو تو نسبت بہار کی طرف مجازی ہوگی - اور درحقیقت اگانے والا حق سبحانہ وتعالےٰ ہے - اور یہی جملہ اگر منکر الوہیت کہے تو اسناد حقیقی ہوگا

عوام کا یہ کہنا کہ شربت نیلوفر وغیرہ سے مجھے شفا ہوئی اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ شربت مجھے شفا بخشی ہے نہ یہ کہ شربت مستقل طور پر شافی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس طاعونی مقام سے نکلنا مومن کے خیال میں حقیقی طور پر بچانے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ مجازاً کہا جا سکتا ہے۔ کہ نکلنے سے بچ گیا ہوں۔ یعنی نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تبدیل ہوا کو میرے لئے سبب نجات بنا دیا ہے۔ مشیت ایزدی اسی طرح پر ہوئی۔ بخلاف دہری اور منکر الوہیت کے کہ وہ چونکہ اسباب کو مؤثر مستقل طور پر سمجھتا ہے تو اسکے فاسد خیال میں مشیت ایزدی کو (معاذ اللہ) گذر ہی نہیں۔ لہٰذا وہ قطعی طور پر نسبت اثر الی السبب کر سکتا ہے یعنی کہہ سکتا ہے کہ نکلنے کی صورت میں ضرور بچ جاؤں گا۔ بخلاف مومن کے کہ وہ نکلنے پر بھی بچنے کو معلق مشیت ایزدی سمجھتے ہیں یہ ہے معنے قول ذیل شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا۔ اسمیں لفظ (البتہ) قابل غور ہے

واگر اعتقاد کنند کہ اگر بگریزد البتہ میرد۔ واگر بگریزد البتہ بسلامت میماند کافر گردد نعوذ باللہ من ذلک اور تحریر ہذا میں لفظ وجوب ہمارے خیال میں باہر نکلنے والے مسلمانوں سے کوئی ایسا نہیں جو دہری عقیدہ کے مطابق اعتقاد کرے۔ بلکہ عوام لوگ ہر کام میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں۔ ف حسب بیان امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ازالہ ضرر کے اسباب تین قسم پر ہیں (۱) مقطوع النفع۔ جیسے بھوک پیاس کے لئے کھانا کھانا پانی پینا۔ اور سانپ بچھو شیر آگ سے بھاگنا (۲) موہوم النفع۔ چنانچہ داغنا اور منتر پڑھنا (۳) مظنون النفع۔ چنانچہ فصد۔ حجامت مسہلات کا استعمال ایسا ہی مجربات کا برتنا پہلی صورت میں ترک اسباب نہ صبر ہے نہ توکل بلکہ شرعاً ممنوع ہے۔ دوسری صورت میں ترک افضل واولیٰ ہے اور استعمال خلاف توکل۔ قال الغزالیؒ فی احیاء العلوم واما الموہوم فشرط التوکل ترکہ اذبہ وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتوکلین انتہیٰ تیسری صورت میں نہ ترک ضروری ہے اور نہ استعمال خلاف توکل۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واما الدرجۃ المتوسطۃ وھی المظنونۃ کالمداواۃ بالاسباب الظاہرۃ عند الاطباء ففعلہ

لیس منافضاً للتوکل بخلاف الموهوم وترکه لیس محظوراً بخلاف المقطوع بل قد یکون افضل
من فعله فی بعض الاحوال وفی بعض الاشخاص فهی علی درجة بین الدرجتین ویدل
علی ان التداوی غیر منافض للتوکل بفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم. وقوله وامره کذ
طاعونی مقام سے باہر نکل کر دوا کرنا اور ہوائے پاکیزہ سے منتفع ہونا بقول اطبا وشہادت تجربہ[1] مظنون
النفع ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور عمر فاروق رضؓ کے ارشاد سے پاکیزہ ہوا کا مفید
ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ واقعہ اہل عرینہ اور قصہ طاعون عمواس اسپر شاہد ہے۔ بناءً علی المذکور
طاعونی مقام میں بیٹھ کر یا باہر نکلکر دوا کرنا جائز ہوگا۔ ہاں باہر چلا جانے کو بدیں وجہ کہ اس سے
حقوق احیاء واموات بیمار پرسی وخبرگیری وتجہیز وغیرہ فوت ہونگے ناجائز کہہ سکتے ہیں اور
امام غزالی نے باہر نکلنے کی منہی عنہ ہونے کی علت بھی بیان فرمائی ہے حیث قال بل العلة فی
النهی عن مفارقة البلد بعد ظهور الطاعون انه لو فتح هذا الباب لارتحل عنه الاصحاء
وبقی فیه المرضی مهملین لا متعهد لهم فیهلکون هزلاً وضراً۔

ناظرین انصاف پسند ملاحظہ تحریر ہذا سے سمجھ سکتے ہیں کہ خروج للعلاج بقول امام طحاوی
رحمہ اللہ جو حنفیہ کے مسلم محدث اور سرگروہ ہیں جائز ہے اور اسپر حدیث مرفوع واثر صحابہ بھی پیش
کرتے ہیں۔ اور فقہا نے بھی طاعون کے باب میں امام طحاوی کے قول پر فتوے دیا ہے فتاوی
عالمگیر ہندیہ ودرمختار ملاحظہ ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ درصورت مندرجہ استفتا شہروں سے
باہر نکل کر بیٹھنے والوں کو معہ مراعاۃ حقوق احیاء واموات علماء کا فرقرار دینا اور انکو بغیر جنازہ
دفن کرانا اسی بنا پر ہوا کہ انہوں نے فرق فرار اور علاج میں نہیں سمجھا۔ بلکہ الٹے بصورت معلومہ
قائل بالجواز کو مخالف قرآن وحدیث وفقہاء واولیاء ٹھہرایا۔ حالانکہ آیت کریمہ الم تر الی
الذین خرجوا من دیارهم الی آخر الآیة اور تفاسیر اور احادیث نہی میں خروج للعلاج کا ذکر
ہی نہیں۔ کما لا یخفی علی المنصف المتدبر۔ خلیفہ ثانی عمر فاروق رضؓ پر تہمت قول بجواز فرار بھی

---

[1] تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بستی میں بعض اشخاص اور چوہوں کے مرنے کے بعد جو لوگ بستی سے نکلے میں نکلنا ان کا
کم مفید پڑا ہے۔ کیونکہ زہریلی ہوا کی سرایت کرنے کے بعد اس کی اصلاح مشکل ہے۔ البتہ جو لوگ نکلنے میں مدافعت کرتے
رہے اور چوہا مرنے کے متصل ہی نکل گئے یا اس سے بھی پہلے وہ لوگ غالباً بفضلہ تعالی محفوظ رہے ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

گو ناسمجھی کی وجہ سے باندھی گئی تھی۔ مگر ہمارے موجودہ زمانہ کے بعض اہل علم نے مزید براں مفتی اور مستفتی دونوں کو کافر قرار دیا۔ عفی اللہ عنہم۔ بزعم اُن کے چھ ہزار صحابی معہ عمر فاروق رضی اور امام ہمام ابو جعفر طحاوی وحافظ ابن حجر و قسطلانی و دیگر فقہا (معاذ اللہ) یہ سب لوگ قرآن اور حدیث کے محرّف و کافر ٹھہرے۔ اور قرآن وحدیث میں معاذ اللہ تناقض ہوا۔ ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔

ہماری تحریر ہذا کا حاصل طاعونی مقام سے خروج علاجاً جائز بشرطیکہ حقوق احیاء و اموات فوت نہ ہوں۔ نہ یہ کہ واجب ہے اور ضروری نکلے بلکہ عدم خروج میں تقویٰ و احتیاط ہے۔ چنانچہ سال گذشتہ والی طاعون میں اسی پر رہا عمل ہمارا۔ اور سکون موجب اجر شہادت مگر بشرط صابر و محتسب ہونے کے نہ یہ کہ دفینہ کو نہیں چھوڑ سکتا یا سوائے طلب شہادت کے کوئی اور امر مدنظر ہو وہ شہید نہ ہوگا۔ شہادت کے لئے پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے (۱) طاعونی مقام (۲) عدم خروج و فرار (۳) صبر (۴) احتساب (۵) توکل علی اللہ۔

صورت مندرجہ استفتاء میں پہلے امر کا تحقق بدیں وجہ ہو سکتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فنائے مصر میں اداء عید وجمعہ جائز ہے حالانکہ لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع صحیح و مسلم ہے عند الحنفیہ۔ امام شعرانی رحمہ اللہ وجہ قول حنفیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ وجہ قول ابی حنیفہ۔ ان ماقارب الشئ اعطی حکمہ اھ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ پہلی شرط کا انتفاء بھی اگر مانا جائے تو اصل مطلب یعنی صورت مسطورہ میں خروج جائز کہنے کو مضر نہیں۔

ھذا مافی علمی القاصر الان	والعلم عند اللہ وعلیہ التکلان
والحمد للہ اولاً و آخراً	والصلوٰۃ والسلام علی سید ولد عدنان
ما نغا قب الملوان	والہ وصحبہ طرا مادارت النیران

العبـــــــــــد

الملتجی الی اللہ الصمد محمد علیشاہ عفی عنہ بقلم خود از گولڑہ

Marfat.com

الفتوحات الصمدیہ

الملقب

بالفیوضات الشمسیہ

Marfat.com